Web: www.ashrafia.net

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرفی الجیلانی

ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق نومبر ۲۰۱۰ء جلد نمبر ۳۱ شمارہ نمبر ۱۱

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

روحانی سرپرست

شیخ ملت

حضرت ابوالمحمود سید محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (یوپی)

بانی

اشرف المشائخ
حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف
الاشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابوالمکرم سید محمد اشرف جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی

قیمت =/30 روپے / سالانہ =/300 روپے

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم ۔ تارک السلطنت محبوب یزدانی
حضرت مخدوم میر اوحدالدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی
حضرت ابومخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

مقام اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد
فردوس کالونی، کراچی
پوسٹ بکس نمبر: 2424۔ کراچی 74600
فون نمبر: 36686493-36623664
رجسٹرڈ نمبر ایس ایس 742

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

اس شمارے میں

مسلمانانِ عالم کو

عید الاضحیٰ مبارک ہو

حج بیت اللہ کا شرف
حاصل کرنے والے
مسلمانوں کو

حج بیت اللہ مبارک ہو

سوئے بیت اللہ کھنچ کر کتنے دیوانے چلے
رقص کرتے، جھومتے کعبہ کو مستانے چلے

نازش فصل بہاراں موسم حج آ گیا
جانب شمع حرم بیتاب پروانے چلے

حمد باری تعالیٰ

اے خدا اے خدا (مظفر وارثی)

یہ زمیں یہ فلک ان سے آگے تلک جتنی دنیائیں ہیں
سب میں تیری جھلک سب سے لیکن تو جدا
اے خدا اے خدا
ہر سحر پھوٹتی ہے نئے رنگ سے ، سبزہ و گل کھلیں سینہ سنگ سے
گونجتا ہے جہاں تیرے آہنگ سے
جس نے کی جستجو مل گیا اس کو تو سب کا تو رہنما
اے خدا اے خدا
ہر ستارے میں آباد ہے اک جہاں، چاند سورج تیری روشنی کے نشاں
پتھروں کو بھی تو نے عطا کی زباں
جانور ، آدمی کر رہے ہیں سبھی تیری حمد و ثنا
اے خدا اے خدا
نور ہی نور بکھرا ہے کا لک نہیں ، دوسرا کوئی حد گماں تک نہیں
تیری و حدانیت میں کوئی شک نہیں
لاکھ ہوں صورتیں ہر ایک رنگ میں تو ہے جلوہ نما
اے خدا اے خدا
سونپ کر منصب آدمیت مجھے تو نے بخشی ہے اپنی خلافت مجھے
شوق سجدہ بھی کر اب عنایت مجھے
ہے میرا سر تیری دہلیز پر ہے یہی التجا
اے خدا اے خدا

نعت رسول مقبول ﷺ

واصف کاظمی

بس ایک بار ہی جالی کو چوم آؤں میں
ہے آرزو یہ سعادت کبھی تو پاؤں میں
خیال آپ کا آنے سے پہلے ہی آقا
دیار دل کا ہر اک راستہ سجاؤں میں
میں آؤں روضہ اقدس پہ حاضری کیلیے
غمِ فراق پھر اپنا وہاں سناؤں میں
عجیب نور کا عالم دکھائی دیتا ہے
خیال گنبد خضرا جو دل میں لاؤں میں
سوائے آپ کی الفت کے کچھ نہیں اسمیں
جو ہو سکے تو یہ دل چیر کر دکھاؤں میں
جب آئے زیست میں کوئی بھی غم کی کالی رات
چراغِ حبّ نبی راہ میں جلاؤں میں
میں بخشا جاؤں گا محشر میں ہے یقین واصف
جگہ حضور کے قدموں میں کاش پاؤں میں

☆☆☆☆☆

آغاز گفتگو

مزارات مقدسہ پر دہشت گردی

ایک عرصہ سے سرزمین پاکستان پر دہشت گردی کی صورت میں خارجیوں کی کاروائیاں جاری ہیں ان حضرات کو مندروں اور گرجا گروں میں شرک نظر نہیں آتا۔ انہیں قحبہ خانوں اور کلبوں میں عیاشیاں نظر نہیں آتیں۔

بلکہ مزارات مقدسہ پر حاضر ہونے والے صحیح العقیدہ سچے مسلمان مشرک اور بدعتی نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ عوام کو گمراہ کرنے کے لئے قرآن کی وہ آیات جو بتوں کے لیے نازل ہوئیں وہ آیات اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں۔

انہیں معلوم ہے کہ یہی آستانے اور درگاہیں اس وقت اسلام کے سچے مراکز ہیں۔ جہاں عقیدت مند دنیا کی لذتوں سے اپنے آپ کو بچا کر ان نفوس قدسیہ کو اللہ کا ولی مان کر حاضر ہوتے ہیں اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں ان وہابی حضرات نے اسلام کے سچے شیدائیوں کو اپنی دہشت گردی سے خاک وخون میں نہلا دیا۔ خیبر پختونخواہ کے بعد لاہور میں حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ پھر کراچی میں حضرت عبداللہ شاہ غازی علیہ الرحمۃ اور اب پاکپتن شریف میں شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار کے قریب دہشت گردی کا مظاہرہ کیا یقیناً یہ اسلام کے دشمن ہیں اور بزرگان دین سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔

حکومت پاکستان ان کو باز رکھنے میں ناکام ہوگئی ہے۔ جبکہ پاکستان کی موجودہ قیادت بزرگان دین سے عقیدت کی دعویدار ہے۔ مصلحت پسندی کی وجہ سے یہ دہشت گرد جو حکومت کا حصہ ہیں حکمران ان کے لئے خاموش ہیں۔ عوام اہلسنت کی شہادت کا سلسلہ جاری ہے۔ افسوس کی بات ہے ہماری صفوں میں اتحاد اور قیادت کا شدید فقدان پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عوام اہلسنت کی حفاظت فرمائے آمین۔

اللہ کراچی پر رحم فرمائے:

پاکستان کا سب سے بڑا شہر کراچی جو ہر لحاظ سے پاکستان کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس وقت شدید لاقانونیت کا شکار رہے اہل کراچی جو سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ان کی جان ومال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں ہے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات روز کا معمول بن چکے ہیں۔

گذشتہ دنوں کراچی کی سب سے بڑی کباڑی مارکیٹ میں دن دھاڑے نہتے تاجروں پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں 12 افراد شہید ہوگئے اور ایک ہی دن میں 32 جیتے

جاگتے افراد موت کی نیند سلا دیئے گئے۔

چار دنوں میں لقمہ اجل بننے والوں کی 100 ہوگئی۔ گویا 100 سے زائد خاندانوں کا مستقبل تاریک کر دیا گیا۔

ایک گھرانہ تو ایسا بھی ہے جہاں اب کوئی مرد باقی نہ رہا۔ کیا ان گھروں کی کفالت کی ذمہ داری حکومت اٹھائیگی؟

اس گھر کی جوان بچیوں کی شادی میں حکومت معاون بنے گی۔ ایوان اقتدار میں بیٹھنے والے افراد کب تک بے حسی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔ رواں سال ملک میں 335 خودکش دھماکوں کے واقعات میں مبینہ طور پر 1208 افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے جبکہ صرف کراچی میں اسی عرصہ میں 1233 افراد کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔

ایک عرصہ سے کراچی میں ڈبل سواری پر پابندی ہے۔ جبکہ قاتل ڈبل سواری پر بغیر کسی خوف کے واردات کر رہے ہیں جبکہ مجبور افراد اس قانون کی زد میں آتے ہیں۔ حکومت کی مختلف ایجنسیاں موجود ہیں لیکن اس سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ عوام مسلسل دہشت گردوں کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ آخر کب تک؟ خدا اس ملک کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

سب ایڈیٹر

حکیم سید اشرف جیلانی

☆☆☆☆☆

﴿خوفِ خدا﴾

اللہ کا خوف ہی حکمت کی بنیاد ہے۔ انسانیت کے تمام فسادات بلکہ تمام گناہوں کی جڑ صرف خوفِ خدا کا نہ ہونا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے انعامات اس کی رضا اور قرب کے لالچ میں عبادت کرتا ہے اور اس کے خوف اور ناراضی کے ڈر کے سبب گناہوں سے بچتا ہے۔ جس دل میں خدا کا خوف نہیں، خیر و شر اور نیکی و بدی کا اس کے نزدیک کوئی معیار ہی نہیں۔ ایک رات حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کی جو آنکھ کھلی تو کیا دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے سیلاب اشک رواں ہے اور سر جھکائے مصلے پر بیٹھے ہیں۔ بیوی نے پوچھا عبداللہ! کیوں رو رہے ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے بیوی! سوچتا ہوں کہ جہنم کے اوپر پل صراط ہوگا۔ اور اس پر سے گزرنا ہی پڑے گا نہ معلوم اسے پار بھی کرسکوں گا کہ نہیں اسی خیال نے مجھے بے چین و مضطرب کر رکھا ہے۔ یہ سن کر بیوی بھی شوہر کے ساتھ رونے میں شریک ہوگئیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل تھا، جنہوں نے سینکڑوں اور ہزاروں نمازیں سردارِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا میں ادا کی تھیں۔

ایمان کی حالت میں اس ایمانِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے مگر خوف کا عالم یہ ہے کہ ہر وقت لرزاں و ترساں ہے۔

لیکن آج ہم میں خوفِ خدا نہیں اسی لیے ہم گناہوں میں مبتلا ہیں۔
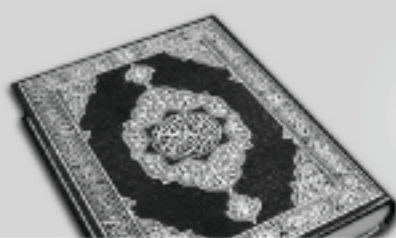
بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ

اس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو حق صداقت پر مشتمل ہے یہ کتاب ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی بھی ہے جو اس سے پہلے نازل کی گئیں۔

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۞

اس نے تورات اور انجیل نازل فرمائی اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور حق باطل میں فرق کرنیوالے امور اتارے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۞

جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں کے ان کے لئے سخت سزا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا زبردست صاحب انتقام ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ؕ

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ آسمانوں میں نہ زمینوں میں۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۞ وہی تو ہے جو تمہاری شکلیں رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

ترجمہ: آپ پر یہ کتاب یعنی قرآن نازل کیا جو حق وصداقت پر مشتمل ہے اور ان کتاب سماویہ کی جو قرآن سے پہلے نازل ہوئیں تصدیق کرنے والا ہے اس نے توریت اور انجیل کو بھی اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا تھا اس نے حق وباطل میں امتیاز کرنے والے امور اتارے جو لوگ آیات الٰہی کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں ان کے لئے سخت سزا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کمال قوت کا مالک ہے اور مجرموں سے بدلہ لینے والا ہے۔ بیشک اللہ رب العزت سے آسمان زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ ہی تو ہے جو رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری شکلیں بناتا ہے وہ معبود برحق ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

ربط آیت: آیت متصلہ میں وجود باری تعالیٰ اس کا قائم بالذات ہونا ہے اس کے قادر مطلق ہونے پر دلیل دی گئی تھی کہ وہ ذات حی قیوم ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی آیت زیر درس میں مزید دلائل دیے جا رہے ہیں پہلے دلیل عقلی دی گئی تھی وحدانیت ربوبیت پر آنے والی آیتوں میں دلائل سے یہ بتایا جا رہا ہے کہ دعوت قرآنی کوئی نئی دعوت نہیں اس کی دعوت مبنی بر حقیقت ہے وہ دعوت جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی

کریم ﷺ کے زمانہ مبارک تک جو دعوت جو پیغام اپنے اپنے زمانے میں انبیاء علیہم السلام نے پہنچایا قرآن اس کی تصدیق تائید کررہا ہے وہ ہی دعوت نبی کریم ﷺ دے رہے ہیں اسی لئے ارشاد فرمایا گیا مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ قرآن پاک نے ان کتابوں کی تصدیق کی ہے جو پہلے توریت اور انجیل وغیرہ میں دی گئی تھیں اس سے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور قرآن کریم کا کتاب الٰہی ہونا بھی ثابت ہورہا ہے منکرین حق صداقت کی جو وعیدیں پہلے دی جاچکی ہیں قرآن پاک بھی یہی بیان کررہا ہے فرمانبرداروں کے لئے اجر عظیم اور نافرمانوں کے لئے شدید سزا ہے۔

قرآن پاک میں جو فطری اصول ہدایت بیان کئے گئے ہیں جیسے ذات صفات باری تعالیٰ، رسالت انبیاء حشر نشر، جزا و سزا، حساب و کتاب، یہی اصول قرآن سے پہلی کتب آسمانی میں بیان کئے گئے ہیں وہ ہی قرآن پاک بیان کررہا ہے۔ کوئی فرق نہیں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں اصول دین وہی ہیں منکرین اسلام کو زیب نہیں دیتا وہ قرآن پاک کے دعویٰ کو جھٹلائیں نبی کریم ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہ کریں بلکہ یہ تو قرآن کی دعوت حق ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ کی دعوت میں کوئی فرق نہیں کتنا زمانہ گزرا کتنے انبیاء علیہم السلام کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل کی آمد، زمانہ بھی بہت طویل کسی کی کسی سے ملاقات نہیں کوئی عرب میں کوئی عجم میں مبعوث ہوئے مگر دعوت الٰہی سے وہ ہی ثابت ہورہا ہے کہ کلام برحق ہے اور نبی کریم ﷺ نبی برحق اور سچے ہیں۔

آیت کے آخر میں ارشاد ہے جو منکر حق ہیں ان کے لئے عذاب شدید ہے پروردگار عالم غالب بھی ہیں اور بدلہ لینے پر قادر بھی جلد سزا نہ دینا نعوذ باللہ اس کی کمزوری نہیں بلکہ اس کی رحیمی کریمی اور اس کی حکمت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ. بیشک اللہ رب العزت سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں (اس کا علم کامل اکمل ہے) وہ ذات کریم جو تمہاری شکلیں رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے (اس سے معلوم ہوا) صرف وہی عبادت کے لئے لائق ہے اور حکمت والا ہے۔

آیت کریمہ میں ایک دلیل: آیت کریمہ میں قدرت الٰہی، وحدانیت الٰہی پر ایک دلیل ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس سے ضمناً نجران کے وفد میں ان کے علماء نے تسلیم کیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اتنا علم تھا جتنا ان کو پروردگار عالم نے دیا تھا صفت خداوندی یہ ہے کہ وہ قادر مطلق اور عالم کون ومکاں ہو اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو، یہ صفات صرف باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں وہ واحد لاشریک ہے اس کی ہر صفت ذاتی ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ۝

وہ ذات باری تعالیٰ ہے جو تمہاری شکلوں کو جس طرح چاہتا ہے رحم مادر میں متشکل کرتا ہے یعنی شکل دیتا ہے۔

"قدرت کاملہ پر ایک اور دلیل عیسائیوں کا یہ دعویٰ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس لئے وہ خدا کے بیٹے ہیں"۔

ارشاد فرمایا جارہا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے جس طرح چاہتا رحم مادر میں شکل دیتا ہے وہ ایسا قادر مطلق ہے بغیر ماں باپ کے بھی پیدا کرتا ہے جیسے

حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں کے بھی پیدا ہوئے جیسے حضرت حوا بغیر باپ کے بھی پیدا ہوئیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ماں باپ کے ہوتے ہیں اولاد نہیں ہوتی۔

ہم ہر طرح ہر چیز پر قادر ہیں تم نے یہ عقیدہ کیسے بنالیا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو وہ خدا کے بیٹے ہیں ان کو ابن اللہ کہہ دیا نعوذ باللہ یہ نہ سمجھنا ماں باپ ہوں گے تو اولاد ضرور ہوگی۔ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ ایک ماں باپ کی اولاد ایک جیسی نہیں ہوتی مشابہت تو ہوسکتی ہے لیکن مماثلت نہیں ہوتی بلکہ اس کے قادر مطلق ہونے کا اندازہ اس سے کریں کہ ایک انسان کی انگلیوں کی رگیں یعنی اس کے نشانات دوسرے نہیں ملتے نشان انگوٹھا ہر ایک کا جدا جدا ہوتا ہے۔

چودہ سو سال پہلے ارشاد نبوی ﷺ جس کو آج طب میڈیکل سائنس تسلیم کررہی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا مادہ پیدائش ماں کے رحم میں چالیس روز جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خون بستہ ہوجاتا ہے پھر اتنے ہی دن وہ مادہ مضغہ کی شکل اختیار کرتا ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کی روح، اس کا رزق، اس کی عمر، اس کی شقاوت وسعادت اور اس کا انجام لکھتا ہے۔ پھر اس میں روح ڈالتا ہے یہ انسان کے عالم وجود میں آنے کے مراحل ہیں ذرا غور فرمایئے وہ کیسا قادر مطلق ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ رازق کل بھی ہے رحم مادر میں بچہ کو بشکل خون رزق پہنچاتا ہے اسے دنیا میں آنے کے بعد بلکہ آنے سے قبل ماں کے زینہ میں اس کا رزق بشکل دودھ آجاتا ہے آج بھی دنیائے طب میڈیکل سائنس کے بڑے بڑے حکماء، ڈاکٹر یہ تسلیم کرتے ہیں ماں کے دودھ کے علاوہ بچہ کے لئے کوئی غذا نہیں ذرا غور فرمایئے زمانہ شیر خواری یعنی دودھ پینے کی مدت میں بچہ کے دانت نہیں نکلتے تاکہ ماں کو ضرر نہ پہنچے غرضیکہ ہم اپنے وجود کی نشونما پر جتنا غور کریں گے پروردگار عالم کی ربوبیت، قدرت، حاکمیت اور حکمت نمایاں نظر آتی ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ غالب حکمت والا ہے۔

الغرض شروع صورت سے لے کر یہاں تک توحید باری تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ (۱) پہلی صفت حیات ابدی یعنی وہ حیٌ لایموت ہے۔ (۲) قیوم ہے یعنی قائم بالذات ہے۔ یعنی خود قائم ہے دوسروں کو قائم رکھنے والا یعنی مخلوق اپنی دنیوی اخروی حاجت رکھتی ہو اس کو پورا کرنے والا ہے۔

(۳) تیسری صفت کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

(۴) صفت قدرت ہر چیز کو ہر طرح کرنے پر قادر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا قدرت الٰہی کا اظہار ہے۔ معلوم ہوا جو ذات ان صفات کاملہ کی حامل ہو وہ ہی ذات عبادت کے لائق ہے۔ کسی میں کسی فرق عادت کا ظاہر ہونا اور اس کو خدائی میں شریک مان لینا انتہائی گمراہی ہے بلکہ کفر ہے۔

عقیدہ یہ ہے صرف اللہ ہی معبود برحق ہے وہ ہی عبادت کے لائق ہے کوئی اس کا شریک نہیں وہ ازلی ہے ابدی ہے یعنی ہمیشہ رہنے والا حیّ قیوم ہے۔ رزاق ہے اس کی ہر صفت ذاتی ہے۔ تمام انبیاء ورسل برحق ہیں نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

درس حدیث

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

عَنْ اَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَآئِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ بِرِوَايَةِ فُضَالَةَ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ.

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سرکار رسالت مآب صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے خون ومال میں مطمئن رہیں۔ اسے ترمذی ونسائی سے روایت کیا اور بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں فضالہ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں اور مجاہد وہ ہے جس نے خدا کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا اور مہاجر وہ ہے جس نے چھوٹے بڑے گناہوں کو ترک کر دیا۔

جواہر پارے

۱۔المسلم من سلم۔۔۔الخ فصل اول میں حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث کے تحت اسکی مکمل شرح کی جاچکی ہے۔

۲۔والمومن من امنہ الناس۔۔۔الخ:امن کفرح امنہ۔۔۔اسکی صفت آمن (مطمئن ہونا)۔۔۔یعنی مومن کامل وہ ہے جس سے کسی کی جان ومال اور عزت آبرو کو کوئی خطرہ نہ ہو۔۔۔ہاں اگر کسی کی جان مال سے حق شرعی وابستہ ہو تو اس کا حکم الگ ہے۔

حدیث شریف میں خون اور مال ذکر واضح طور پر کیا گیا ہے۔لیکن صاف لفظوں میں عزت اور آبرو کا تذکرہ نہیں اسلئے کہ اعراض یعنی عزت وآبرو کا نفس انسانی کے ساتھ ایسا کامل تعلق ہے گویا یہ خود جز وانسانی ہے۔تو معنوی طور پر یہ دماء میں داخل ہے۔۔۔بظاہر سیاق کلام سے وہم ہوتا ہے کہ ایمان اور ہے اسلام اور۔۔۔

یونہی۔۔۔مومن اور ہے اور مسلم اور۔۔۔نیز۔۔۔ان دونوں کا احکام جداگانہ ہیں۔۔۔حالانکہ۔۔۔دونوں ایک ہی ہیں اور فقرہ ثانیہ محض فقرہ اولی کی تاکید اور تقریر کیلئے ہے۔اب المسلم کے ساتھ من سلم اور المومن کے ساتھ من امنہ کا لفظ استعمال

> ہجرت سے مقصود یہی ہے کہ مہاجر ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ پوری قوت اور توانائی اور سکون اور اطمینان کے ساتھ خدا کی عبادت کر سکے، وہاں نہ تو اغیار کی مزاحمت ہو اور نہ اشرار کی مصاحبت سے قلب کو تشویش ہو۔

کرنا محض مادۂ اشتقاق ہے مطابقت کی رعایت کرتے ہوئے تفننا ہے۔

۳۔المومن من امنه ۔۔۔الخ: اس دوسرے حصے میں بظاہر صرف ہاتھ کے گناہوں کا ذکر پر اقتصار کیا ہے تو اس سے کچھ حصر مقصود نہیں بلکہ اکتفاء ایسا کیا ہے۔۔۔یا یہ کہ۔۔۔زبان کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ زبان کی اذیت ظاہر اور مشہور معروف ہے۔ اسکے تکرار کی ضرورت نہیں بخلاف ہاتھوں کی اذیت کے، اسلئے کہ وہ وضاحت اور تشریح کی محتاج ہے۔ھکذا وجه الطیبی جواب میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایمان فعل قلب ہونے کی حیثیت سے اسلام سے زیادہ کامل ہے۔ اسلئے اسلام بظاہر انقیاد کا نام ہے۔۔۔یونہی۔۔۔امن بھی سلامتی سے زیادہ مکمل اور قوی ہے۔ اس لئے کہ سلامتی یہ ہے کہ کوئی ضرور آفت اس سے نہ پہنچے ۔۔۔بایں ہمہ۔۔۔ضرر کے پہنچنے کا توہم احتمال اس میں رہتا ہے اسکے برعکس امن یہ ہے کہ ضرور آفت کا احتمال واندیشہ باقی نہ رہے۔﴿فافهم﴾

اس دوسرے حصہ میں زبان کے عدم ذکر کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جان ومال میں امن وخوف کچھ ہاتھ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ زبان کو بھی اس میں دخل ہوسکتا ہے۔۔۔مثلاً: چغل خوری وغیرہ جو زبان کا کام ہے مگر اس سے جان ومال دونوں کو خطرہ ہوسکتا ہے۔ اب جب ضمناً دونوں کا ذکر ہوگیا تو یہ سوال ہی نہیں اٹھتا کہ اس ارشاد میں صرف ہاتھ کے گناہوں پر اقتصار کیا گیا ہے۔

۴۔۔۔ہر وایة فضا لة :بفتح فا۔۔۔آپ حضور ﷺ کے غلام تھے۔

۵۔۔۔المجاهد من جاهد نفسه :یعنی حقیقی مجاہد جسے صحیح معنوں میں مجاہد کہا جاسکے وہ ہے جو خود اپنے نفس سے جنگ کرے، اپنے کو ہر حال میں اسکی اطاعت سے باز رکھے، اسلئے کہ نفس اسکے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن ہے جو اسکے پیچھے پڑا ہوا ہے اور ہمیشہ اسے فریب ہی دینا چاہتا ہے جس پر قابو پانا اور اسے درست رکھنا نہایت دشوار کام ہے۔

المسلم۔۔۔الخ: یعنی نہ کسی کو بلاوجہ مارے پیٹے اور نہ ان کی چغلی اور غیبت کرے۔ رہ گیا حق پر مارنا تو یہ عین دین ہے، جیسے شرعی ضرورت کے بنا پر مجرم سے قصاص۔۔۔یونہی۔۔۔ضرورت شرعی کے بنا پر غیبت کرنا عین عبادت ہے۔ جیسے روایان حدیث کے عیوب بیان کرنا حدیث کی تحقیق کے لئے۔ الغرض۔ اس طرح کے امور اس حدیث سے خارج ہیں۔

۶۔۔۔المهاجر ۔۔۔الخ: یعنی مہاجر حقیقی۔ وہ ہے جو تمام گناہوں کو ترک کردے خواہ وہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ۔ عمداً صادر ہوں یا خطاء۔۔۔اسلئے کہ۔۔۔ہجرت سے مقصود یہی ہے کہ مہاجر ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ پوری قوت اور توانائی اور سکون اور اطمینان کے ساتھ خدا کی عبادت کرسکے، وہاں نہ تو اغیار کی مزاحمت ہو اور نہ اشرار کی مصاحبت سے قلب کو تشویش ہو۔۔۔پس درحقیقت ہجرت نام ہے گناہوں اور خطاؤں کو ترک کردینے کا۔۔۔تو اب اگر کوئی اپنے

وطن میں رہ کر گناہوں اور خطاؤں کا تارک ہو تو درحقیقت مہاجر ہے۔بخلاف اس شخص کے جس نے اپنے وطن کو چھوڑ دیا مگر گناہوں کو نہ ترک کرسکا۔تو وطن سے دور رہ کر بھی مہاجر نہ ہوگا۔یعنی اس کی ہجرت اس کے لئے نفع بخش نہ ہوسکی اور وہ حقیقی معنی میں مہاجر نہ بن سکا۔

۷۔۔۔حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث کے تحت اسکی بھی وضاحت ہوچکی ہے۔

فوائد

۱۔۔۔**المسلم۔۔۔ الخ**: یعنی نہ کسی کو بلاوجہ مارے پیٹے اور نہ ان کی چغلی اور غیبت کرے۔رہ گیا حق پر مارنا تو یہ عین دین ہے،جیسے شرعی ضرورت کے بنا پر مجرم سے قصاص۔۔۔یو نہی۔۔۔ضرورت شرعی کے بنا پر غیبت کرنا عین عبادت ہے۔جیسے روایان حدیث کے عیوب بیان کرنا حدیث کی تحقیق کے لئے۔الغرض۔اس طرح کے اموراس حدیث سے خارج ہیں۔

۲۔**المومن۔۔۔الخ**: یعنی اسکا برتاؤ ایسا اچھا ہو کہ لوگوں کو قدرتی طور پر اس کی طرف سے اطمینان ہو کہ یہ نا ہمارے مال مارے گا نہ تکلیف دے گا۔

۳۔**بروایۃ فضالۃ**: آپ فضالہ بن عبید الاوسی ہیں آپ اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں حضورﷺ کے ساتھ رہے۔بیت رضوان میں شریک تھے۔حضورﷺ کے بعد شام کے جہادوں میں شریک رہے۔دمشق میں قیام کیا۔حضرت امیر معاویہ کے عہد میں وہاں کے قاضی رہے ۵۳ھ میں وہیں وصال فرمایا۔آپ کے غلام میسرہ اور دوسروں نے روایت کی۔

۴۔**من ھجر الخطایاالذنوب** :ذنب (گناہ) خطا سے عام ہے۔اسلئے کہ گناہ بالقصد بلا قصد دونوں طریقے سے صادر ہوسکتے ہیں لیکن خطا بالقصد نہیں صادر ہوتی۔یا یہ کہ یہاں خطا سے مراد چھوٹے گناہ ہیں اور ذنوب سے بڑے۔

۵۔حدیث زیر بحث میں مسلم کی تشریح سلامت سے اور مومن کی تشریح امن سے کر کے دونوں کے مادۂ اشتقاق کی وضاحت فرمادی اور تنبیہ فرمادی کہ اب اسلام وایمان کے دعوی کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کی ذات ان دونوں کا مادہ اشتقاق بطور صفت موجود ہے کہ نہیں۔اگر موجود نہیں تو پھر اس کا دعوی اس شخص کے دعوی کی طرح ہوگیا جو خود کو کریم گمان کرتا ہے مگر اسکی ذات صفت کرم سے متصف نہیں۔

راہ طریقت

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

ہم میں سے ہر ایک عذاب الٰہی کی زد میں ہے۔ عذاب کی ایک قسم وہ ہے جسے ہم عذاب ہی نہیں سمجھتے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ عذاب الٰہی صرف اس کا نام ہے کہ کہیں زلزلہ آجائے، کہیں طوفان آجائیں، کہیں آگ اپنی لپیٹ میں لے لے کہیں کوئی مہلک بیماری پھیل جائے یا کہیں فسادات پھوٹ پڑیں بلاشبہ یہ سب عذاب الٰہی کی بڑی بڑی قسمیں ہے لیکن امت مسلمہ کے ذہن وفکر کی تیرگی آج اس انتہاء کو جا پہنچی ہے کہ ہم عذاب کی ان اقسام کو عذاب ہی نہیں سمجھتے جو حقیقت میں عذاب الٰہی ہیں اور جن میں مبتلا ہوکر ہم اپنا سکھ چین، آرام اور سکون برباد کرچکے ہیں

ہم میں سے ہر ایک عذاب الٰہی کی زد میں ہے۔ عذاب کو عذاب نہ سمجھنا میرے نزدیک سب سے بڑا عذاب ہے ذرا سوچئے کہ اولاد کا نافرمان ہونا، نوکر اور ملازمین کا بے لگام ہونا، عورتوں کا آپے سے باہر ہونا، نت نئی بیماریوں کا شکار ہونا، بیٹھے بٹھائے غیر متوقع حادثات سے دوچار ہونا، شاگردوں کا گستاخ ہوجانا، سرمایہ داروں کا نوکروں اور اپنے مزدوروں کو حیوانوں سے بھی بدتر سمجھنا تجارت میں بددیانتی اور بے ایمانی کو ہشیاری اور چالاکی کا نام دینا، حرام کی آمدنی اور رزق حرام پر بخوشی راضی ہوجانا، بدخلقی، بددیانتی اور بدکرداری کو بڑے لوگوں کی بڑی باتیں کہہ کر نظر انداز کردینا، بے شرمی و بے حیائی کے مظاہروں کو فن اور آرٹ کا نام دینا۔ دین مذہب اور علماء و بزرگوں پر طعنہ زنی کو ترقی پسندی قرار دینا یہ سب عذاب الٰہی کی اقسام نہیں تو اور کیا ہیں ؟ اور ان سب کو عذاب نہ سمجھنا سب سے بڑا عذاب نہیں تو کیا ہے۔

> ہر انسان کے اندر ایک اور انسان ہوتا ہے حقیقی انسان جو ہر اچھے کام پر باہر کے انسان کو داد و تحسین سے نوازتا ہے اور ہر بُرے کام پر ٹوکتا ہے۔ روکتا ہے۔ ظاہری انسان اپنے اندرونی انسان سے اور اندرونی انسان اپنے باہر کے انسان سے اکثر باتیں کیا کرتا ہے۔

ایک صاحب بہت بڑے سرمایہ دار تھے کسی چیز کی ان کے ہاں کمی نہ تھی ہزاروں مزدور ان کے کارخانوں میں ملازم تھے۔ بنگلے، بینک بیلنس اور کاریں ایک سے زائد شہروں میں تھیں بقول ان کے بیماری انہیں یہ تھی کہ معدہ کام نہیں کرتا تھا، ہاضمہ درست نہیں رہتا تھا، رزق بے حساب سامنے رکھا ہوتا لیکن ان کے مقدر کے دو نوالے بھی نہ تھے۔ سب کو کھاتا ہوا دیکھتے اور خود نہ کھا سکتے جب دولت بے حساب ہو تو اچھے سے اچھے ڈاکٹر اور مہنگی سے مہنگی دوا کی بھلا کیا کمی ہوسکتی ہے۔

سارے جتن کر لئے تھے لیکن نتیجہ صفر ہی سامنے آتا تھا۔ موت سے کوئی تین ماہ قبل نیند بھی ان سے روٹھ گئی۔ نشہ آور ادویات بھی نیند نہ لا سکیں انہیں دنوں اتفاق سے میرا فیصل آباد جانا ہوا۔ اس وقت فیصل آباد کو لائلپور کہا جاتا تھا۔ اُن صاحب کے ایک دوست انہیں میرے پاس لائے۔ میں نے ان کی ساری داستان جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی بڑے صبر و تحمل سے سنی۔ جب وہ اپنی کہانی سنا چکے یا یوں کہہ لیجئے کہ بولتے بولتے تھک گئے تو میں نے ان سے صرف اتنا پوچھا کہ آپ نے کبھی اپنے آپ سے بھی باتیں کی ہیں؟

میرے اس سوال پر وہ قدرے چونکے اور پھر بولے۔

میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔

میں نے ذرا وضاحت کی :۔ ہر انسان کے اندر ایک اور انسان ہوتا ہے حقیقی انسان جو ہر اچھے کام پر باہر کے انسان کو داد و تحسین سے نوازتا ہے اور ہر بُرے کام پر ٹوکتا ہے۔ روکتا ہے۔ ظاہری انسان اپنے اندرونی انسان سے اور اندرونی انسان اپنے باہر کے انسان سے اکثر باتیں کیا کرتا ہے۔

کبھی تم نے ایسا کیا ہے؟

وہ صاحب ایک دم خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر سوچتے رہے پھر بولے :۔ قبلہ آپ نے تو مجھے بالکل ایک نئی راہ سجھادی ہے۔ واقعی میرے اندر ایک اور انسان ہے مجھ سے بہت بہتر مجھ سے بہت اچھا اور مجھ سے بہت زیادہ سمجھدار۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ میرا سب سے بڑا ہمدرد۔ میں نے اکثر اسکی آواز سنی ہے لیکن کبھی توجہ نہیں دی۔ کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ میرے اندر کے انسان نے تو اکثر مجھے پکارا ہے مجھ سے باتیں کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں نے اسے ہمیشہ ہی نظر انداز کیا ہے۔ اب آپ کے توجہ دلانے پر سوچتا ہوں کہ میرے اندر کے انسان نے تو مجھے بڑے اہم مواقعوں پر پکارا ہے لیکن میری بدقسمتی کہ میں نے اسے کبھی اہمیت نہیں دی، اپنے ساتھی اپنے ہمدم اور اپنے ہمدرد کو پہچانا ہی نہیں۔ اب میں اپنے اندر کے انسان سے دوستی کروں گا۔ اس سے باتیں کروں گا۔ اس کی ہر بات سنوں گا اور اپنی ہر بات اسے سناؤں گا۔ وہ صاحب مسلسل بولتے رہے اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر چلے گئے۔ ان صاحب کا روحانی علاج ہوا اللہ کا بڑا کرم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہو گئے۔ ان کی زندگی نے وفا نہیں کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ آخری

> ہم توبہ واستغفار سے بے حد غافل ہیں۔ ایک صحابی نے سرکار دوعالم ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ دن میں کتنی بار استغفار کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دن میں ستر مرتبہ'' میری یہ تحریر ہر پڑھنے والا تجربہ کر کے دیکھ لے، اپنے مصائب و مسائل کے لئے اپنے رب کے حضور خشوع و خضوع کے ساتھ رجوع کر۔ اپنے گناہوں کی معافی طلب کر اپنی کوتاہیوں اور نافرمانیوں پر نادم ہو پھر صدقہ و خیرات کر اور دیکھو کہ کیسے غیب سے تمہاری مدد ہوتی ہے اور کس طرح تمہارے مسائل حل ہوتے ہیں صرف ایک مرتبہ ہی تجربہ کر کے دیکھ لو۔

ایام نہایت سکون اطمینان اور بے فکری میں گزرے۔ توبہ واستغفار اور صدقہ خیرات انہوں نے آخری تین ماہ میں اتنی کی کہ پوری زندگی میں نہ کی تھی، مسکراتے اور پرسکون انداز میں انہوں نے موت کو لبیک کہا۔

ان صاحب کا واقعہ آج کی گفتگو میں ضمناً آگیا ہے۔ ہمارا اصل موضوع یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک عذاب الٰہی کی زد میں ہے۔ اور عذاب کی ایک قسم وہ ہے جسے ہم عذاب ہی نہیں سمجھتے۔ اور یہی سب سے بڑا عذاب ہے۔

جن صاحب کا میں نے ذکر کیا ہے ان کو جب یہ احساس ہوا کہ رزق کا ہضم نہ ہونا اور سکون کی نیند نہ آنا بھی عذاب کی ایک قسم ہے تو وہ توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کی طرف متوجہ ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ عذاب ان سے ٹلا اور ایک وقت آیا کہ خوب کھایا اور خوب پیا اور مزے کی نیند سوئے۔ اس طرح اولاد کی نافرمانی بھی عذاب کی ہی ایک قسم ہے

میرے پاس ہر روز ایسے والدین آتے ہیں جو اپنی نافرمان اولاد کے لئے تعویذ اور دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ بے شک میں انہیں تعویذ بھی دیتا ہوں اور ان کے لئے دعائیں بھی کرتا ہوں لیکن جب اس حقیقت سے انھیں روشناس کراتا ہوں کہ یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہے اور ان پر لازم ہے کہ وہ توبہ واستغفار کریں اور صدقہ وخیرات میں زیادتی کریں اور جب وہ اس پر وہ عمل کرتے ہیں تو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی ہم ایک عذاب میں مبتلا تھے توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات نے نہ صرف یہ کہ اس عذاب سے انہیں نجات دلائی بلکہ ان کے دل کا بوجھ بھی ہلکا کردیا اور ایک کلیہ ایک فارمولا ہمیں پتہ چل گیا کہ ہمارے ہر مسئلے ہماری ہر مصیبت ہر مشکل ہر بیماری کا علاج یہ ہے کہ اپنے رب سے رجوع کریں اپنے گناہوں پر نادم ہوں۔ توبہ واستغفار کے لئے قرآن وسنت میں بار بار تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ نازل ہوتی ہوئی بلائیں لوٹ جاتی ہیں دراصل بات یہ ہے کہ جب تک مخلوق اپنے خالق کی پناہ حاصل نہیں کریگی فلاح و سکون اور اطمینان قلب ونشاط روح کبھی حاصل نہ کرسکے گی۔ مولانا روم کیا خوب کہا ہے۔

ہر کہ نااہل بیمارت کند
سوئے مادر آکہ تیمارت کند

ہم توبہ واستغفار سے بے حد غافل ہیں۔ ایک صحابی نے سرکار دوعالم ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ دن میں کتنی بار استغفار کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "دن میں ستر مرتبہ" میری یہ تحریر ہر پڑھنے والا تجربہ کرکے دیکھ لے، اپنے مصائب ومسائل کے لئے اپنے رب کے حضور خشوع وخضوع کے ساتھ رجوع کر۔ اپنے گناہوں کی معافی طلب کر اپنی کوتاہیوں اور نافرمانیوں پر نادم ہو پھر صدقہ وخیرات کر اور دیکھو کہ کیسے غیب سے تمہاری مدد ہوتی ہے اور کس طرح تمہارے مسائل حل ہوتے ہیں صرف ایک مرتبہ ہی تجربہ کرکے دیکھ لو۔

حج اسلام کا اہم رکن

از: قاری محمد کرم داد اعوان

حج کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) حج تمتع (۲) حج قران (۳) حج افراد

۱) حج تمتع: اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ جب اپنے ملک سے حج کے مہینوں میں روانہ ہوں گے تو پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لیں گے۔حرم شریف میں طواف وسعی مکمل کر کے سر منڈوانے کے بعد احرام کھول دیں گے اور حج کے ایام آنے تک اپنے عام لباس میں رہیں گے۔۸ ذی الحجہ کو پھر از سر نو حج کی نیت سے احرام باندھ کر حج کی نیت کر کے تلبیہ پکاریں گے۔اس کو حج تمتع کہتے ہیں یعنی فائدہ اُٹھانا (متمتع) ہونا۔اکثر پاکستانی حج تمتع ہی کرتے ہیں۔

۲) حج قران: جو بہت زیادہ ثواب کا حامل ہے۔اپنے ملک سے روانہ ہوتے وقت عمرہ اور حج کا اکٹھا احرام باندھیں گے۔نیت اور تلبیہ پکاریں گے عمرہ کے طواف اور سعی کرنے کے بعد بال نہیں کٹوائیں گے اور احرام نہیں کھولیں گے بلکہ اسی احرام میں بقیہ ایام بھی مکہ مکرمہ میں ہی گزاریں گے اور اسی احرام کے ساتھ ۸ ذو الحجہ کو منیٰ میں جانے سے پہلے طواف قدوم کریں گے اور اس کے بعد صفا اور مروہ کی سعی کریں گے اس کے بعد لبیک پکارتے ہوئے منیٰ چلے جائیں گے۔۹ ذی الحجہ کو صبح کی نماز کے بعد میدان عرفات پہنچ جائیں گے پھر مغرب کی نماز عرفات میں پڑھے بغیر مزدلفہ آجائیں گے۔مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر کے ساتھ پہلے مغرب اور بعد میں عشاء کی نماز ادا کریں گے۔۱۰ ذی الحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد حلق کروا کر احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں گے اس کے بعد طواف زیارت کرنے کے بعد صفا مروہ کی سعی نہ کریں بلکہ منیٰ واپس چلے جائیں۔حج تمتع اور حج قران کرنے والوں کے لئے قربانی کرنا واجب ہے۔

۳) حج افراد: افراد کے معنی اکیلا کرنے کے ہیں۔یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ نہ کرنے والوں کو مفرد کہتے ہیں۔غیر آفاقی یعنی اہل مکہ اور اہل حل یعنی (میقات اور حدود حرم کے درمیان میں رہنے والے لوگ) جیسے جدہ میں مقیم لوگ صرف حج افراد ہی کرتے ہیں کیونکہ یہ میقات کے اندر ہیں۔ان پر قربانی واجب نہیں ہوتی۔

ایام حج وایام تشریق

ایام حج ۸ ذی الحج سے ۱۳ ذی الحجہ تک کے دن کہلاتے ہیں۔یہی دن اس سارے سفر کا محور مقصود ہیں۔اور انہی دنوں میں اسلام کا اہم ترین رکن (حج) مکمل ہوتا ہے۔

حج کے تین فرض ہیں

۱۔ احرام، ۲۔ وقوف عرفات، ۳۔طواف زیارت، بعض فقہاء کرام نے نیت کو فرائض میں شامل کر کے چار (۴) فرض بیان کردیے ہیں۔

(لباب المناسک۔ص۲۶)

واجبات حج چھ ہیں

۱۔صفا مروہ کی سعی، ۲۔وقوف مزدلفہ، ۳۔کنکریاں مارنا، ۴۔سر کے بال منڈوانا یا کتروانا، ۵۔طواف وداع، ۶۔قربانی حج قران وتمتع کرنے والے کیلئے۔(بحرالرائق ج۲ص۳۰۸، ردالمختار)

فتاوی تاتارخانیہ بدائع الصنائع میں حج کے واجبات ۵ بیان کئے ہیں قربانی کا ذکر نہیں کیا۔

سنن حج

سنن حج کی سنتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔طواف قدوم ،۲۔رمل ،۳۔دونوں سبز ستونوں کے درمیان بھاگنا ۴۔ایام قربانی کی راتیں منٰی میں گزارنا،۵۔منٰی سے عرفات جاتے وقت سورج طلوع ہونے کے بعد جانا،۶۔مزدلفہ سے منٰی جاتے وقت سورج طلوع ہونے سے پہلے جانا،۷۔مزدلفہ میں رات رہنا،

۸۔تینوں جمرات کو کنکریاں مارنے میں ترتیب رکھنا

۹۔امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا۔ساتویں ذی الحجہ مکہ مکرمہ میں۔ نویں ذی الحجہ کو عرفات میں اور گیارویں ذی الحجہ کو منٰی۔

۱۰۔منٰی سے واپسی پر محصب میں ٹھہرنا اگرچہ ایک لمحہ ہی ہو۔

۱۱۔عرفات میں غسل کرنا (عالمگیری۔کتاب المناسک۔لباس المناسک)

۸ ذی الحجہ کا پہلا دن

۷ ذوالحجہ مغرب کی نماز کے بعد ۸ ذی الحجہ کی رات شروع ہوجاتی ہے۔چونکہ حجاج کرام کی تعداد بہت زیادہ ہوجاتی ہے ایک ہی وقت میں ۳۰ سے ۳۵ لاکھ حجاج کرام کا مکہ سے منٰی میں پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔معلمین حضرات ۷ ذی الحجہ عشاء کی نماز کے بعد حجاج کرام کو کہہ دیتے ہیں کہ احرام باندھ کر معلم کے دفتر آجائیں۔

معلمین کو سعودی حکومت کی طرف سے کم تعداد میں بسیں فراہم کی جاتی ہیں جو کئی چکروں میں حجاج کرام کو رات عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر ۸ ذی الحجہ کے دن ۱۲ بجے تک منٰی پہنچاتی ہیں۔

بعض حجاج کرام اس وقت پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ چونکہ ۸ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد منٰی تشریف لے گئے تھے۔اس لئے ہم بھی صبح ہی جائیں گے۔یہ اعتراض بے موقع ہے۔

نیت حج

بہتر یہی ہے کہ رات عشاء کی نماز کے بعد اپنی رہائش گاہ پر پہنچ کر غسل روضو کر کے حج کی نیت سے احرام باندھ لیں اور دو رکعت حج کی نیت سے ادا کریں اور تلبیہ پڑھ لیں۔اگر عورت مخصوص ایام میں (حیض سے) ہوتو وہ نماز نہ پڑھے صرف نیت کر کے لبیک پڑھ لے۔ترجمہ"اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں،پس اس کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے قبول کر لے۔اور میری مدد فرما اور اس میں میرے لئے برکت ڈال۔"نیت کی میں نے حج کی اور احرام باندھا اس کے ساتھ اللہ تعالی کے لئے۔

اگر کوئی بیمار ہے اور وہ بے ہوشی کی وجہ سے نیت نہیں کرسکتا تو اس کا ساتھی اس کی طرف سے حج کی نیت کر لے اور اس کی طرف سے لبیک پکار لے۔

حج کے دنوں کیلئے ضروری سامان مثلاً ایک جوڑا کپڑوں کا،ایک بڑی چادر گرم ،اخراجات کیلئے نقدی،پانی کے لئے بوتل،کنکریوں کے لئے تھیلی،خشک راشن،ڈبل روٹی،شہد وغیرہ۔

یہ مختصر سا سامان لے کر آپ اپنے معلم کے دفتر میں آجائیں۔وہاں وقفے وقفے سے دو دو تین تین بسیں آئیں گی۔جو حجاج کرام کو منٰی پہنچائیں گی یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ دو تین بسیں آئیں گی لیکن حجاج کرام کی تعداد تقریباً پانچ ہزار کے قریب ہوگی وہ سوار ہونے کے لئے جھپٹ پڑیں گے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی گھر کے افراد مختلف بسوں میں سوار ہوجاتے ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جو بسوں میں سوار ہوچکے ہیں۔وہ بھی منٰی میں آپ کے معلم کے خیموں

میں ہونگے۔باقی افراد بے شک بعد کی بسوں میں آجائیں۔سب نے منیٰ میں ایک ہی جگہ اکٹھے ہونا ہے۔منیٰ میں پہنچ کر نمازوں کی پابندی کریں اور یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ خالق و مالک نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ آج منیٰ پہنچ جائیں تو آپ نے اللہ کے حکم کے مطابق اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ۸ ذوالحجہ کو منیٰ میں پہنچ جانا ہے۔

منیٰ پہنچ کر یہ دعا پڑھیں۔ترجمہ ”پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں ہے۔پاک ہے وہ ذات جس کا ٹھکانہ زمین میں ہے۔پاک ہے وہ ذات جس کا راستہ سمندر میں ہے۔پاک ہے وہ ذات جس کی حکمرانی آگ پر ہے۔پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنت میں ہے۔پاک ہے وہ ذات جس کا حکم آخری قبر میں ظاہر ہے۔پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا۔پاک ہے وہ ذات جس کے سوا نہ کوئی سہارا ہے نہ کوئی جائے پناہ۔

منیٰ کو دیکھ کر ذھن پھر صدیوں پیچھے چلا جاتا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے ارادے سے منیٰ کے مقام پر لائے تھے۔اور انھیں ماتھے کے بل لٹا دیا تھا تو اس وقت ان کی قربانی اس طرح قبول فرمائی گئی۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ۔قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ترجمہ ”اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام تو نے خواب سچ کردکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور اللہ نے ایک بڑی قربانی فدیہ میں دے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان چھڑالی اور ان کی تعریف وتوصیف ہمیشہ کے لئے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی۔سلام ہے ابراہیم علیہ السلام پر۔ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔(سورۃ الصفت ۱۰۴تا۱۱۰)

آج سارا دن اور ساری رات منیٰ میں بسر ہوگی۔یہ عبادتوں کے دن اور راتیں ہیں لوگ اُس مالک کو یاد کرتے ہیں جو اُن سب کا آقا ہے۔رات اس کے حضور اُس کی عبادت اور گریہ وزاری میں بسر ہوتی ہے۔اللہ کا بندہ سب سے الگ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے شب کے ان تاریک لمحوں میں ایک اللہ کی ذات ہوتی ہے۔جو اپنے پشیمان بندے کو دیکھتی ہے۔رات میں استغفار پڑھتے رہیں اور درود شریف اور تلبیہ کی کثرت کریں۔

۹ ذی الحجہ۔حج کا دوسرا دن

فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے کے بعد عرفات میں جانا اولیٰ (بہتر) ہے۔کیونکہ حضور ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر عرفات میں تشریف لے گئے تھے۔یہاں جو بسیں آپ کو مکہ سے منیٰ لائیں تھیں۔وہی بسیں آپ کو اپنی اپنی باری پر عرفات پہنچائیں گی۔

یوم عرفہ

بھائیو۔آج مغفرت کا دن ہے آج یوم عرفہ ہے یعنی پہچان کا دن۔اس لئے آپ یہ دعائیں مانگتے ہوئے عرفات روانہ ہوں گے۔یا اللہ تیرے پیارے حبیب ﷺ نے جس میدان عرفات میں جاکر امت کے لئے دعائیں مانگیں تھیں اسی میدان میں ہم تیرے پاس آرہے ہیں اے اللہ تو ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے میں ہماری مدد فرمائیو“۔

نماز فجر کے بعد قافلے عرفات پہنچنا شروع ہوجاتے ہیں یہاں آپ کو انسانوں کا ایک سمندر نظر آئے گا اس کی موجیں لہراتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی جائیں گی۔اب نہ تو قومیت کی پرواہ نہ زبان کا خیال نہ رنگ کی پرواہ نہ نسل کا خیال سب ایک دوسرے سے کندھے ملا کے تلبیہ پڑھتے چلے جارہے ہیں یہ سب اللہ کے بندے ہیں۔اللہ کے مہمان ہیں ان تمام لوگوں کو اللہ نے بلایا

ہے۔ یہ سب اللہ کے بندے یہاں آئے ہیں۔

یہاں نماز ظہر اپنے خیموں میں ادا کرنے بعد جس قدر ہو سکے تلبیہ درود شریف اور کلمہ چہارم کا ورد کریں اور ساتھ گڑ گڑا کر دعا مانگتے رہیں جب سورج عصر کی نماز کی طرف ڈھل جائے تو خیموں سے باہر نکل آئیں۔ عورتیں علیحدہ اور مرد علیحدہ اکھٹے ہو جائیں۔ کھلے آسمان کے نیچے رو رو کر دعا مانگیں اور نماز عصر وقت پر ادا کریں۔ یہ وہ مقام ہے جو کچھ آپ اپنی زبان سے مانگیں گے وہ عطا کیا جائے گا۔ یہاں کھڑے ہو کر کسی کے لئے بد دعا نہ مانگیں۔ آج آپ کو اللہ نے اتنا بلند مرتبہ عطا فرمادیا ہے کہ آپ جس جس کے لئے دعا کریں گے قبول ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے کہ آج کے دن ہر حاجی اور حاجن ۴۰۰ گھرانوں تک کی اللہ تعالی سے بخشش و مغفرت کرو اسکتا ہے۔

وقوف عرفات کے مسائل

مستحبات وقوف یہ ہیں:۔

۱۔ زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کرنا۔

۲۔ وقوف کی نیت کرنا۔

۳۔ قبلہ رو ہو کر وقوف کرنا۔

۴۔ قیام (کھڑا ہونا) افضل ہے، کہ کھڑا ہو کر وقوف کرے جبکہ وہ قیام پر قادر ہو اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

۵۔ دھوپ میں کھڑا ہونا یعنی اگر ہو سکے تو وقوف کے وقت سایہ میں کھڑا نہ ہو یعنی دھوپ میں کھڑا ہونے سے اگر کسی ضرر اور بیماری کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ سایہ اور خیمہ میں وقوف کرے غروب آفتاب تک خوب رو رو کر دعا اور استغفار پڑھے۔

۶۔ دعا کے لئے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھانا۔

۷۔ دعاؤں کا تین بار تکرار کرنا۔

۸۔ دعا کے شروع میں حمد وصلوۃ پڑھنے اور دعا کے ختم پر بھی حمد وصلوۃ و آمین کہنا۔

خوشخبری

آج عرفات سے نکلتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ سابقہ تمام گناہوں کی بخشش و مغفرت ہو چکی ہے۔ وہ شخص بڑا ہی منافق ہے جو کہتا ہے کہ پتا نہیں میرے گناہ معاف ہوئے ہیں یا نہیں۔

ہر چہرے پر وقوف عرفات کے مکمل ہونے پر خوشی کا اجالا اور آنکھوں میں پاکیزگی کا نور پھیل جاتا ہے۔ میدان عرفات سے کوچ کرنے کا حکم ہے۔ مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ آج زندگی میں پہلی بار مغرب کی نماز اس وقت ادا نہ کرنے کا حکم ہے۔

اب وہ شہر جو میدان عرفات میں آباد تھا، مزدلفہ کی جانب روانہ ہوگا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ ترجمہ ”پھر جب عرفات سے چلو تو مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ٹھہر کر اللہ کو یاد کرو اور اسی طرح یاد کرو، جس کی ہدایت اس نے تمہیں دی ہے، ورنہ اس سے پہلے تو لوگ بھٹکے ہوئے تھے“ (القرآن پارہ نمبر ۲)

عرفات سے مزدلفہ روانگی

یاد رکھیں کہ مغرب کی نماز عرفات میں ادا کرنی بلکہ رات کے جس حصے میں بھی آپ مزدلفہ پہنچیں گے۔ وہاں ایک اقامت سے پہلے مغرب کے فرض پھر اسی اقامت کساتھ عشاء کے فرض پھر مغرب کی سنتیں اور وتر ادا کرنے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ عرفہ کا دن اگر جمعہ کے روز واقع ہو جائے تو تمام اہل عرفات کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

جمعہ کے دن کا حج باقی دنوں کے حج سے ۷۰ حج سے زیادہ افضل ہے اگر اس دن جمعہ ہو تو عرفات میں شہر نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی بلکہ ظہر کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ حج

کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ حجاج کرام پر عید الضحیٰ کی نماز جائز نہیں ہے۔ عرفات میں نہ مغرب کی نماز ادا کریں اور نہ رات بسر کریں مزدلفہ کی رات ۲۷ ویں لیلۃ القدر کی راتوں سے بھی افضل ہے۔

بعض لوگوں کے نزدیک کثرت سے دکھا گیا ہے کہ مزدلفہ میں تھکے ہارے حجاج کرام پہنچتے ہیں اور نماز پڑھ کر سو جاتے ہیں لہٰذا اس بات کا خیال رہے کہ رحمتوں والی رات کہیں نیند کی نذر نہ ہو جائے۔

اگر تھکن زیادہ ہو اور طبیعت ٹھیک نہ ہو تو پھر مغرب و عشاء کی نماز پڑھ کر حجاج دو حصوں میں بٹ جائیں کچھ عبادت کرلیں اور کچھ سو جائیں۔ چند گھنٹوں کے بعد سوئے ہوئے جاگ کر عبادت شروع کردیں اور پہلے والے سو جائیں۔ پھر اٹھ کر تہجد کے وقت تہجد کی نماز پڑھیں۔ پھر فجر تک درود شریف، تلبیہ اور ذکر واذکار کریں۔ اور خوب رو رو کر دعائیں مانگیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں دعائیں مانگیں کہ اللہ میری امت کی مغفرت فرما۔ غروب آفتاب کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کا سلام پیش کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کی امت کے حقوق اللہ معاف نے کردیئے ہیں۔ لیکن حقوق العباد معاف نہیں کیے ہیں۔ مزدلفہ میں حضور ﷺ ساری رات دعائیں کرتے رہے جب سحری کا وقت ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے اچانک جگمگا اٹھتا ہے۔ دامن مبارک آنسوؤں سے تر ہے۔

راز دان نبوت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سی خوشخبری ہے؟ رحمۃ العالمین ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ دیکھو سامنے شیطان اپنے سر میں مٹی ڈال کر بھاگے جا رہا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ کس بات پر؟ فرمایا کہ میں نے عرفات میں دعائیں مانگی تھیں کہ اے اللہ میری امت کے حقوق اللہ معاف کردئے۔

مزدلفہ میں آکر ساری رات دعا مانگی تھی کہ اے اللہ جن لوگوں نے دوسرے لوگوں پر ظلم کیا ہے۔ ان کے حقوق غصب کئے ہیں تو اپنے فضل سے ان کو معاف کردے اور جن کے حقوق غصب کئے ہیں ان کو بھی پورا پورا اپنی رحمت سے عطا فرمادے۔ اللہ نے یہ دعا قبول کرلی اور شیطان نا امید ہو کر بھاگا جارہا ہے۔ یاد رکھیں نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ایک آدھا گھنٹہ یہاں وقوف کرنا واجب ہے۔ بعض لوگ یہ وقوف نہیں کرتے اور منیٰ روانہ ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ایک واجب چھوٹ جاتا ہے اس کی وجہ سے اُن پر دم دینا لازم ہو جاتا ہے۔

مزدلفہ میں یہ دعا ہرگز نہ بھولیں۔ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجَا عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔ ترجمہ "یا اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ اور تیری رحمت میرے اعمال حسنہ سے زیادہ امید کے قابل ہے"۔

وقوف مزدلفہ کے مسائل وفضائل

مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے، اس شب میں جاگنا اور عبادت میں مشغول رہنا مستحب ہے، یہ رات بعض لوگوں کے نزدیک شب قدر سے بھی زیادہ افضل ہے۔ اس رات کی عظمت اور قدر و قیمت کو یاد رکھو۔

بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ عرفات کے دن بھر کے تھکے ہارے یہاں پہنچ کر نیند سے مغلوب ہو کر سو جاتے ہیں رات سوتے ہی کٹ جاتی ہے۔ اسلئے اس کا پورا اہتمام کرو کہ رحمت و برکت والی یہ رات کہیں صرف نیند کی نظر نہ ہو کر رہ جائے۔

اگر تھکن زیادہ ہو تو طبیعت سونے کے لئے پریشان ہو تو پھر یہ کرو

کے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر اور تھوڑی سی دیر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر کر کے اور اس کے حضور میں دعا و توبہ استغفار میں مشغول رہ کر کچھ وقت کے لئے شروع میں سو جاؤ اور پھر اٹھ کر تہجد پڑھو اور پھر فجر تک ذکر و فکر میں مشغول رہو۔ درود شریف، تکبیر و تہلیل ، استغفار، تلبیہ، اذکار خوب پڑھو اور دعا میں اس طرح ہاتھ اٹھاؤ جیسے دعا کے وقت، عام طور سے اٹھاتے ہیں۔

وقوف مزدلفہ کے بارے میں بعض حجاج کرام یہ غلطی کرتے ہیں کہ عرفات سے آتے ہوئے سیدھے منٰی چلے جاتے ہیں اور بعض حاجی ایک دو گھنٹے مزدلفہ میں رہ کر رات ہی کو منٰی پہنچ جاتے ہیں۔ یہ لوگ مزدلفہ میں رات گزارنے اور صبح صادق کے بعد وقوف کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں اور جیسا کے اُوپر لکھا گیا ہے کہ وقوف ترک کرنے سے ان پر دم لازم ہو جاتا ہے۔

صبح صادق ہو جانے کے بعد اول وقت فجر کی نماز پڑھے پھر وقوف مزدلفہ کرے اور تسبیح و تہلیل کرے۔ بعض لوگ منٰی جانے کی جلدی میں فجر کے وقت سے پہلے ہی اذان دے کر نماز پڑھ لیتے ہیں اور مزدلفہ سے منٰی روانہ ہو جاتے ہیں، ان سے ہوشیار رہیں اور ہرگز کسی کی اذان کا اعتبار نہ کریں۔

بلکہ اپنی گھڑی کے اعتبار سے جب صبح صادق ہو جائے تو اس کے بعد فجر کی نماز پڑھیں۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں فجر کی اذان کا وقت نوٹ کر لو اور اس سے پانچ منٹ بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھیں اور پھر وقوف کریں۔ اس کے بعد منیٰ روانہ ہو جائیں۔

۱۰ ذی الحجہ منیٰ میں

مزدلفہ سے ہی ۷۰ کنکریاں مٹر کے دانے کے برابر چن لیں۔ تلبیہ کہتے ہوئے سیدھے منٰی میں اپنے خیمے میں چلے جائیں۔ ہاتھ میں جو تھوڑا بہت سامان ہے وہ وہاں رکھیں۔ تھوڑی دیر آرام کر لیں اس لئے کہ شیطانوں کے قریب بہت زیادہ رش ہوگا۔

۱۰ بجے کے قریب ۷ کے بجائے ۱۰ کنکریاں ساتھ لے کر تلبیہ کہتے جمرات پر تشریف لے جائیں۔ جاتے ہوئے سب سے پہلے چھوٹا شیطان آئے گا اس کو چھوڑ دیں اسی طرح پھر درمیانہ شیطان آئے گا اس کو بھی چھوڑ دیں آگے چل کر بڑا شیطان آئے گا یہاں تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔

کنکریاں ہاتھ میں رکھ لیں اور نیت کریں کہ اللہ تجھے راضی کرنے اور شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے کنکریاں مارتا ہوں۔ بسم اللہ اکبر رغما اللشیاطین ورضی للرحمن۔ پھر بسم اللہ اکبر کہہ کر ایک ایک کنکری دائرے میں پھینکتے چلے جائیں۔ یاد رکھیں کہ آپ نے کنکری والا ہاتھ اوپر اٹھایا ہوگا اسی دوران کسی دوسرے کا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر لگنے کی وجہ سے کنکری گر گئی تو وہ کنکری ہرگز نہ اٹھائیں وہ کنکری مردود ہے۔ اور آپ کے پاس زائد کنکریاں ہیں وہ نکال کر اس کی جگہ مار لیں۔

۷ کنکریاں ایک ایک کر کے مار کر واپس اپنے میں خیمے آ جائیں عصر کی نماز تک اپنے خیمے میں آرام کریں اس لئے کہ کنکریاں مارنے کے بعد تمام حجاج کرام قربان گاہ میں پہنچ چکے ہیں۔ وہاں بہت زیادہ رش ہوگا۔

عصر کی نماز پڑھنے کے بعد قریبی قربان گاہ میں تشریف لے جائیں سب سے پہلے اونٹ والی قربان گاہ آئے گی اس کے بعد بیلوں والی اس کے بعد چھوٹے جانوروں والی قربان گاہ آئے گی۔ پہلے قیمت طے کر لیں اگر آپ زیادہ قربانی کرنا چاہتے ہیں تو جتنے جانور آپ ہاتھ میں پکڑیں گے صرف انہی کے پیسے ادا کریں۔

اگر سارے گروپ کے پیسے اکٹھے دے دیئے تو وہ آپ

کو پریشان کریں گے۔ جب قربانی مکمل ہوجائے تو پھر اپنے سر کا حلق کروائیں (بال منڈوائیں) اور خیمے میں پہنچ کر جن لوگوں نے آپ کو اپنا وکیل بنا کر قربانی کے لئے بھیجا تھا ان کو بھی بتادیں کہ وہ حلق کروا کر احرام کھول دیں اور پھر نہا دھو کر عام کپڑے پہن لیں احرام کی پابندیاں ختم۔

ضروری مشورہ ومسئلہ

۱۰ ذوالحجہ کو امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلے بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا پھر قربانی کرنا۔ پھر حلق کروانا۔ یہ ترتیب واجب ہے۔ اگر کسی نے کنکریاں مارنے کے بعد احرام کھول دیا اور اس کی قربانی ابھی نہیں ہوئی تو اس پر دم دینا واجب ہوجائے گا۔ بینک والے قربانی کے لئے پیسے لے لیتے ہیں اور ہر ایک آدمی کو یہی کہتے ہیں کہ ۱۰ ذی الحجہ کو ۱۰ بجے احرام کھول لینا حالانکہ وہ کئی لاکھ قربانیاں ۱۰۔۱۱۔۱۲ ذی الحجہ کو کرتے ہیں اور ہر ایک کو ۱۰ ذوالحجہ کو ۱۰ بجے کا کہہ دیتے ہیں اس طرح ترتیب ٹوٹ گئی اور اس پر دم دینا واجب ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے قربانی کریں۔

جب آپ حج کرنے کے لئے اتنی مشکلات اٹھا چکے ہیں تو پھر قربانی کے معاملہ میں سستی نہ کریں اور آپ خود اپنے ہاتھ سے قربانی کریں تاکہ یقین ہوجائے اور آپ کے حج میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ حنفی مسلک میں حج تمتع اور حج قران کرنے والوں کے لئے یہ واجب ہے کہ پہلے رمی کریں پھر قربانی کریں اور پھر حجامت بنوائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں آپ کو لوگ ایسی کتابیں یا ایسا فتویٰ دکھائیں جس میں لکھا ہو کہ ان تینوں کاموں میں کوئی کام آگے پیچھے ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ایسی باتوں پر ہرگز نہ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی ترتیب سے ارکان ادا کئے تھے۔ یہی ترتیب ضروری ہے۔ اس لئے آپ حنفی مسلک کے مطابق ارکان ادا کریں۔ اگر کسی ادارے یا شخص کے ذریعے قربانی کروار ہے ہوں تو اعتماد اور یقین ہونا چاہئے کہ قربانی۔ بتائے ہوئے وقت پر ہوگئی ہے۔ ورنہ خلاف ترتیب ہونے کی وجہ سے دم واجب ہوجائے گا۔

طواف زیارت

اب آپ عشاء کی نماز پڑھ لیں۔ منیٰ میں اپنے خیمے یں سو جائیں ابھی طواف زیارت کے لئے مکہ نہ جائیں کیونکہ حجاج کرام کی اکثریت طواف زیارت کرنے کے لئے مکہ پہنچ چکی ہے۔ اور وہاں رش بہت زیادہ ہوچکا ہے۔

اگر آپ قربانی کے لئے فورا بعد طواف زیارت کرنے چلے گئے تو مسجد حرام کی چھت پر آپ کو طواف کرنا پڑے گا۔ وہاں طواف کا ایک چکر ایک کلومیٹر سے زائد بنے گا۔ اس لئے آپ رات کو آرام کریں۔ سحری کے وقت اٹھیں، اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر خیموں سے باہر نکلیں باہر آواز آرہی ہوگی حرم حرم حرم۔ اپنی جیب سے کرایہ دے کر مکہ مکرمہ آجائیں۔

حرم شریف میں تازہ دم وضو رغسل کرلیں۔ اگر صبح کی آذان ہوگئی ہے تو پہلے نماز ادا کریں اس کے بعد طواف زیارت کی نیت سے طواف شروع کریں۔ اب کیونکہ آپ عام کپڑوں میں موجود ہیں لہذا طواف میں رمل کریں گے۔ اضطباع نہیں ہوگا۔ ساتھ چکر مکمل کرنے کے بعد آٹھواں استلام کریں اور دو رکعت واجب الطواف ادا کریں اور خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ پھر زم زم پئیں۔

صفا مروہ جانے سے پہلے حجر اسود کو ۹ واں استلام کریں اور اس سعی کے لئے صفا پہاڑی پر چلے جائیں۔ اور اپنی سعی حسب قاعدہ مکمل کریں سعی کرنے کے بعد واپس حرم شریف میں آئیں۔ ۲ رکعت نماز شکرانہ ادا کریں اور اس کے بعد واپس منیٰ اپنے خیمے میں چلے جائیں۔ مکہ میں رہنا خلاف سنت ہے۔

رمی

قربانی اور حجامت کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اس کو طواف زیارت کہتے ہیں۔طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں اس لئے رمی قربانی یا حجامت سے پہلے یا بعد میں یا درمیان میں طواف زیارت کریں تو جائز ہے۔مگر خلاف سنت ہے۔سنت یہ ہے کہ حجامت کے بعد طواف زیارت کرے۔

حج کے لئے منیٰ روانہ ہونے سے پہلے اگر حج کی سعی نہیں کی تھی تو اس طواف زیارت کے بعد سعی کرنا ضروری ہے۔یہ طواف زیارت حج کا رکن اور فرض ہے۔۱۰ ذوالحجہ کو کرنا افضل ہے۔اور ۱۲ ذوالحجہ کو غروب آفتاب تک جائز ہے۔اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے۔اس کے متعلق کچھ باتیں یاد رکھیں۔

۱۔طواف زیارت کا کوئی بدل نہیں ہے۔یعنی کوئی جزا (یعنی دم وغیرہ) اس کا بدل نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ حج کا رکن ہے اور رکن کا بدل جائز کافی نہیں ہوتا۔

۲۔اگر طواف زیارت ۱۲ ذوالحجہ کے بعد کیا تو تاخیر کی وجہ سے دم دینا ہوگا۔اور بلا عذر تاخیر کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

۳۔اگر کسی نے طواف زیارت نہیں کیا تو اس کے لئے عورت حلال نہیں ہوگی۔خواہ کتنے سال گزر جائیں۔

۴۔اگر طواف زیارت سے پہلے اور وقوف عرفہ کے بعد بیوی سے جماع کرلیا اور اگر جماع حلق سے پہلے کیا ہے۔تو اس پر اونٹ یا گائے کا دم دینا لازم۔اور جماع حلق کے بعد کیا تو بکری کا دم دینا لازم ہے۔البتہ حج فاسد نہیں ہوگا۔لیکن پھر بھی طواف زیارت کرنا لازمی ہوگا۔طواف زیارت کسی صورت میں ساقط نہیں ہوتا۔

۵۔اگر کوئی شخص طواف زیارت ادا کرنے سے پہلے مرجائے اور حج پورا کرنے کی وصیت کرجائے تو اس کی طرف سے طواف زیارت کے لئے بدنہ (یعنی اونٹ یا گائے ذبح کرنا واجب ہے)۔(عمدۃ الفقہ)

۶۔اگر سعی طواف قدوم کے ساتھ کرچکا ہے تو تو طواف زیارت میں نہ رمل کرے نہ اضطباع کرے۔

۷۔اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ ہو تو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں نماز طواف پڑھ کر تو اں استلام کرے۔قربانی اور حجامت کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن لئے جاتے ہیں اور طواف زیارت اس کے بعد ہوتا ہے۔بعض لوگ سوچ میں پڑھ جاتے ہیں کہ سلے ہوئے کپڑوں میں بھی سعی ہوجاتی ہے۔

اگر طواف زیارت سلے ہوئے کپڑوں میں کیا جائے اور حج کی سعی پہلے نہ کرچکے ہوں تو طواف زیارت کے بعد سعی بھی سلے ہوئے کپڑوں میں ہی ہوگی۔اور طواف زیارت کے پہلے تین چکروں میں رمل ہوگا۔اب اضطباع نہیں ہوگا۔اسلئے کہ اس کا موقع ختم ہوچکا ہے۔

نوٹ:

طواف زیارت کرکے مکہ مکرمہ سے منیٰ واپس آجائیں۔رات کو منیٰ میں رہنا سنت ہے۔منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ رہنا مکروہ ہے۔تاہم رش کی وجہ سے راستے میں زیارہ وقت لگ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۱۱ ذوالحجہ کو زوال سے لے کر غروب آفتاب تک تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنی افضل ہے۔بیمار ضعیف اور عورتیں صبح صادق تک بھی مارسکتی ہیں۔۱۲ ذی الحجہ کو بھی اسی طرح زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنی واجب ہے۔اگر غروب آفتاب سے پہلے پہلے کنکریاں مارلیں تو منیٰ چھوڑ کر مکہ روانہ ہوجائیں اور اگر غروب آفتاب حدود منیٰ میں ہی ہوجائے تو رات کو بھی منیٰ میں ہی قیام کریں اور ۱۳ ذوالحجہ کو

بعد از زوال تینوں شیطانوں کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ آجائیں۔

ضروری ہدایت

۱۔رمی کے لئے سعودی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حجاج کرام کو رمی کے لئے مقررہ اوقات میں معلمین کے ذریعے گروپ کی شکل میں بھیجا جائے گا۔اوقات کے سلسلے میں معلمین کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

۲۔جمرات کو کنکریاں مارنے کے لئے بچوں کو ساتھ لے کر ہرگز نہ جائیں اور نہ ہی ضعیف اور بیمار مرد،عورتیں جو اس مشقت کے قابل نہ ہوں ان کو ویل چیئر پر کنکریاں مارنے کے لئے ،لے جائیں بلکہ ان کی طرف سے ان کے محرم یا ساتھی کنکریاں مار سکتے ہیں۔

۳۔سعودی حکومت نے رمی کرنے کے لئے جانے والے لوگوں پر لے جانے پر مکمل طور پر پابندی لگا دی ہے۔اپنی حفاظت کے پیش نظر کنکریاں مارنے کے بعد تمام حجاج کرام واپس اپنے خیموں میں آئیں گے اور اپنا سامان لے کر پھر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوں گے

۴۔حجاج کرام کو منیٰ سے مکہ مکرمہ روانگی کے لئے سہولت دینے کے غرض سے سعودی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ۱۳ ذوالحجہ کو بھی منیٰ میں قیام کیا جاسکتا ہے۔

الحمد اللہ آپ کا حج مکمل ہو گیا ہے۔آپ کو مبارک ہو۔

دل کھول کر اللہ کے گھر کو سامنے رکھ کر خوب گڑگڑا کے قبولیت کی دعائیں مانگیں۔

طواف وداع

یہ طواف میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے۔جب مکہ مکرمہ سے اپنے ملک یا حج کے بعد مدینۃ المنورہ کی طرف روانہ ہونے لگیں تو اس وقت رخصتی طواف یعنی طواف وداع کرنا ضروری ہے۔طواف وداع کے ترک کرنے سے دم واجب ہو جاتا ہے۔

اگرچہ معتبر عذر کی وجہ سے ترک ہوا ہو۔لیکن عورت کو حیض کی عذر کی وجہ سے طواف وداع ترک کرنا پڑے تو اس پر کچھ جزا لازم نہیں ہوتی۔تاہم حج کے بعد عورت نے جو نفلی طواف کیا ہوگا وہی طواف وداع تصور ہوگا۔

یاد رکھیں کہ طواف الوداع میں نہ تو اضطباع ہے نہ رمل اور نہ سعی ہے اور زم زم کو خوب پیٹ بھر کر پئیں۔اپنے سینے اور کپڑوں پھر ڈالیں سر پر ڈالیں۔خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر بوسہ دیں۔غلاف کعبہ پکڑ کر نہایت عاجزی سے دعائیں مانگیں اگر موقع ملے تو حجر اسود کو بوسہ دے کر اللہ اکبر کہہ کر خانہ کعبہ کی جدائی پر اظہار تاسف کریں۔

اس آخری طواف کے موقع پر جو کچھ چاہیں مانگیں،دل کھول کر اپنے لئے دعائیں مانگیں مغفرت،تندرستی،سلامتی،ایمان حج کی قبولیت اور کاروبار میں برکت خاتمہ بالخیر۔ غرض جو بھی مرادیں ہوں اپنے لئے اور رشتہ داروں کے لئے مانگیں اور یوں کہیں کہ اللہ اس مقدس مقام پر تیرے برگزیدہ اور مقبول بندوں نے تجھ سے جو جو دعائیں مانگیں ہیں۔اور جن جن چیزوں کا تجھ سے سوال کیا ہے اے میرے نہایت رحیم وکریم پروردگار میں اپنی نااہلیت اور نالائقی اور سیاہ کاری کے اقرار کے ساتھ تیری شان کریمی کے بھروسے پر ان سب چیزوں کا اس جگہ پر تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جن جن چیزوں سے اس مقام پر انہوں نے تیری پناہ مانگی ہے۔

اس جگہ میں،ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔اے اللہ اس خاص مقام کے انوار و برکات میں مجھے ان سے محروم نہ رکھیو۔اور یہاں حاضر ہونے والے اپنے اچھے بندوں کو تو نے جو کچھ عطا فرمایا،جو کچھ تو ان کو عطا فرمانے والا ہے مجھے بھی اس میں شریک فرمادے۔تیرے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔

اسلام میں قربانی

ماخوذ: ماہنامہ ماہِ طیبہ

منکرین قربانی کو قربانی پر تین حیثیتوں سے اعتراض ہے،

ایک یہ کہ قربانی ان کے نزدیک رسوم جاہلیت میں سے ایک رسم ہے، جس کو مولویوں نے محض اپنی جہالت کی بنا پر اسلامی طریقہ قرار دے لیا ہے، چنانچہ ان کے گروہ کا ایک مصنف قربانی کے متعلق اپنی تحقیق ان الفاظ میں پیش کرتا ہے کہ:

"قربانی کی رسم تمام دنیا کی وحشی و مدنی قوموں میں آج سوائے مسلمانوں کے کوئی اس کو نہیں کرتا"۔

دوسرے یہ کہ معاشی حیثیت سے وہ اس کو نقصان دہ سمجھتے ہیں ان کا خیال یہ ہے، کہ جو روپیہ ایک بکرے کی گردن پر چھری پھیرنے میں صرف کیا جاتا ہے، وہ بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کے بدلہ میں کوئی مادی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

تیسرے یہ کہ ان کو قرآن میں قربانی کا حکم کہیں نظر نہیں آتا، رہی سنت تو اس سے انکار کر دینا ان کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ سہل ہے، اور اس کو رد کرنے کا مسلک اختیار ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ اسلام کے جس حکم پر غیر قوموں کو اعتراض ہے یا جس حکم کی مصلحت خود اپنی سمجھ میں نہ آئے۔ اس کو آسانی سے دائرہ دین سے خارج کیا جا سکے۔

چونکہ یہ اعتراض ایسے لوگوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور قرآن کو حجتِ قطعی مانتے ہیں۔ اس لئے ہم قرآن ہی سے اس قربانی کے احکام بیان کرینگے اور قرآن ہی سے بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کن مصلحتوں کی بنا پر عبادت کے مخصوص طریقوں میں قربانی کو شامل فرمایا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (الانعام)

فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت پروردگار عالم کیلئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے پہلے ہوں۔"

> قرآن نے آکر جس طرح عبادت کی دوسری تمام صورتوں کا رخ بتوں سے اللہ کی طرف پھیر دیا۔ اسی طرح قربانیوں کا رخ بھی اُدھر سے اِدھر پھیر دیا۔ اس نے ہدایت کی کہ مشرکین بتوں کے لئے رکوع و سجود اور قربانی کرتے ہیں۔ تم کہو کہ ہمارا رکوع و سجود اور قربانی صرف خدا کے لئے ہے

اس آیت میں صلوٰۃ کے بعد "نسک" کا ذکر ہے۔ جس کے معنی عبادت اور تطوع کے بھی ہیں۔ اور قربانی کے بھی۔ قرآن میں

یہ لفظ اسی دوسرے معنی کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ سورۂ حج میں ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کی ہے۔ تاکہ وہ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں۔ جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔"

اور سورۃ بقرہ میں ہے۔

فِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ

تو ان کا فدیہ روزوں سے ادا کیا جائے۔ یا صدقہ سے یا قربانی سے۔

ان آیات سے "نسک کے معنی متعین ہو گئے۔ اب دیکھئے کہ "صلوٰۃ" کے ساتھ "نسک" کے لئے بھی "بِذٰلِكَ أُمِرْتُ" (مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جو صریحاً وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر "أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" فرمایا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم نبی ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ اسی بنا پر حضور ﷺ نے تمام مستطیع مسلمانوں کو قربانی ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے۔

مَنْ كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا

جو شخص استطاعت رکھتا ہو پھر قربانی نہ کرے۔ وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔

إِنَّ أَوَّلَ نُسُكِنَا فِي يومنا هذا الصلوة ثم الذبح

ہمارے آج کے دن (عید الاضحیٰ) میں پہلی عبادت نماز ہے۔ پھر ذبح۔

یہ ہیں قربانی کے متعلق قرآن کے صاف اور صریح احکام کہ کسی قسم کے شکوک و شبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں۔

جاہلیت میں جہاں بتوں کے لئے رکوع و سجود ہوتے تھے وہاں بتوں کے لئے قربانیاں بھی کی جاتی تھیں۔ عرب، ہند، ایران، مصر، روم غرض کہ کون سا ایسا ملک ہے۔ جہاں بتوں اور ہیکلوں پر قربانیاں نہ چڑھائی جاتی ہوں۔ قرآن میں جاہلیت کی ان مشرکانہ رسموں کا ذکر ہے۔ مثلاً فرمایا۔

فَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا.

پھر آگے فرمایا

وَقَالُوا هٰذَا أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ (الانعام)

اور انہوں نے کھیتی کی پیداوار اور مویشی میں سے اللہ کا ایک حصہ ٹھہرایا اور بخیال خود کہنے لگے کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کا ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ جانور اور کھیتیاں ممنوع ہیں کہ ان کو اس شخص کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا۔ جسے ہم اپنے خیال کے مطابق کھلانا چاہیں اور کچھ جانور ایسے ہوتے ہیں جن کی پشت پر سوار ہونا حرام کر دیا گیا ہے اور کچھ ایسے ہیں جن پر وہ اللہ کا نام نہیں لیتے یہ ان کی افتراء پردازی ہے۔

قرآن نے آ کر جس طرح عبادت کی دوسری تمام صورتوں کا

رخ بتوں سے اللہ کی طرف پھیر دیا۔ اسی طرح قربانیوں کا رخ بھی اُدھر سے اِدھر پھیر دیا۔ اس نے ہدایت کی کہ مشرکین بتوں کے لئے رکوع وسجود اور قربانی کرتے ہیں۔ تم کہو کہ ہمارا رکوع وسجود اور قربانی صرف خدا کے لئے ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (الانعام)

مشرکین اپنے جانوروں پر ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے ہیں تم ان پر خدا کا نام لو۔ فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا وہ بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر نہ کسی کو اس پر سوار ہونے دیتے ہیں اور نہ ان کا گوشت کھانا یا کھلانا پسند کرتے ہیں۔ تم اس جہالت کے جواب میں ھدیٰ کے اونٹوں پر سواری کرو۔

لَکُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّھَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ (الحج) قربانی کا گوشت کھاؤ اور اللہ کے بندوں کو کھلاؤ۔ کُلُوا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (الحج) اس لئے کہ اللہ کو خون اور گوشت نہیں پہنچتا بلکہ تمہاری وہ خالص نیت پہنچتی ہے۔ جس سے تم نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (الحج)

اب ذرا اقتصادی اعتراضات کو بھی جانچ لیجئے۔ قرآن فرماتا ہے۔

لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ. اور فرمایا۔ فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

آپ کہتے ہیں کہ یہ رضاعتِ مال ہے لاکھوں اللہ کے بندے جنہیں ہفتوں اور مہینوں اچھی قوت بخش غذا نصیب نہیں ہوتی۔ ان کو صدقہ اور ہدی اور نسک کے ذریعہ سے گوشت بہم پہنچانا آپ کی رائے میں اصولِ معیشت کے خلاف ہے۔ لاکھوں کسان اور گلہ بان جو سال بھر تک جانور پالتے ہیں اور بقرعید کے موقعہ پر ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کی روزی کا دروازہ بند کرنا یہی آپ کے نزدیک بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرنا ہے۔ ہزارہا غریب جن کو قربانی کی کھالیں مل جاتی ہیں اور ہزارہا قصائی جن کو ذبح کرنے کی اجرت مل جاتی ہے یہ سب آپ کی قوم سے خارج ہیں اس لئے آپ ان کی رزق رسانی کو فضول بلکہ مضر اور داخل اسراف سمجھتے ہیں آپ کو تمام قومی ضروریات اور سارے منافع وفوائد صرف اسی وقت یاد آتے ہیں جب خدا کے کسی حکم کی پابندی میں روپیہ صرف ہو رہا ہو۔ گویا بینکوں کا قیام اور قومی ادارات کا فروغ اور اعتقاد واخلاق کی اصلاح اور یتیموں وبیواؤں کی پرورش کا سارا کام صرف قربانی کی وجہ سے رکا پڑا ہے ادھر یہ بند ہوئی ادھر قومی اداروں پر روپیہ برسنا شروع ہوا اگر آپ کے ارادے کچھ ایسے ہی نیک ہیں تو ذرا سی تکلیف کر کے پہلے ملک کے سارے سینما ہالوں قحبہ خانوں اور بدکاری واسراف کے دوسرے اڈوں پر اپنے ایجنٹ مقرر فرما دیجئے تاکہ مسلمانوں کا جس قدر روپیہ وہاں ضائع ہوتا ہے اس کو وہ قومی فنڈ میں وصول کر لیا کریں۔ پھر اگر آپ میں کچھ تعمیری قوت ہے تو قربانی کی تخریب کی بجائے آپ اُسے زکوٰۃ کی تعمیر ہی میں کیوں نہیں صرف فرماتے۔ کہ تنہا اسی ایک چیز سے آپ وہ تمام قومی ضروریات پوری کر سکتے ہیں جن کی خاطر قربانی بند کرنے کی تبلیغ آپ نے شروع کر رکھی ہے۔

حجۃ الوداع

از: غلام رسول مہر

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری بڑا واقعہ حجۃ الوداع ہے۔ حج فرض ہونے کے بعد یہ حضور ﷺ کا پہلا اور آخری حج تھا، اسی موقع پر دین قیم کی تکمیل ہوئی۔ حضور ﷺ نے منیٰ اور عرفات میں خطبات ارشاد فرمائے، ان میں اسلامی تعلیمات کے متعلق بعض نہایت اہم بنیادی امور کا ذکر تھا۔ سب سے آخر میں یہ کہ حضور ﷺ جس فرض نبوت کی بجا آوری کے لئے مبعوث ہوئے تھے، وہ ہر لحاظ سے پایۂ تکمیل پر پہنچ چکا تھا۔ رسالت کا اصل مقصد پورا ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبات میں جو کچھ ارشاد فرمایا اس نے طبعاً وصایا کی حیثیت اختیار کر لی تھی، یہی وجہ ہے کہ حجۃ الوداع کو سیرت طیبہ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا تھا۔ اسی سال حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ پھر سورۂ برات کی چالیس آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ آیتیں دے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا تا کہ حج کے موقع پر یہ سب کو سنا دی فرمائیں۔

حضور ﷺ کا عزم حج:

ہجرت کے دسویں سال ذی قعدہ کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ نے خروج حج کا ارادہ فرمایا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو ہزاروں مسلمان بے تابانہ شرف معیت حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ ۲۶/ ذی قعدہ ۱۰ھ (۲۳/ اپریل ۶۳۲ء) کو ہفتے کے روز مدینہ منورہ سے چلے اور ذوالحلیفہ میں مقام کیا، جو اہل مدینہ کے لئے میقات ہے اور تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس مقام کو "ابار علی" کہتے ہیں۔

موسم حج میں مکہ معظمہ کی مقدس فضا کے اندر اور اس کی متبرک مقام کے تمام راستوں پر عازمین حج کا تلبیہ سن کر ہر انسان خدا پرستی کا ایک نادیدہ پیکر بن جاتا ہے۔ جن خوش نصیبوں نے ۲۷/ ذی قعدہ ۱۰ھ کو خود حضور ﷺ کے زیر قیادت کم وبیش ایک لاکھ اہل حق کے تلبیہ کا منظر دیکھا ہوگا، کون کہہ سکتا ہے کہ ان کے دلوں اور روحوں کا نقشہ کیا ہوگا۔

۲۷/ ذی قعدہ کو قافلہ نبوی ذوالحلیفہ سے چلا اور ان الفاظ میں تلبیہ شروع ہوا۔

لبیک لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لک لا شریک لک

ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں، اے خدا تیرے سامنے حاضر

ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں۔ ہر ستائش صرف تیرے لئے ہے اور ہر نعمت تیری ہے سلطنت بھی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ موقع کا راوی بتاتا ہے کہ میں نے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا جہاں تک بصارت مساعدت کرتی تھی، آدمیوں ہی کا جنگل نظر آتا تھا۔ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے لبیک کی صدا بلند ہوتی تو ہر طرف سے اس کی آواز بازگشت آتی۔ اردگرد کے میدان اور پہاڑ گونج اٹھتے۔

اس واقعے پر چودہ سو سال گزر چکے ہیں اور ہمارے تمام دینی اعمال کی حیثیت اب بڑی حد تک رسمی سی رہ گئی ہے۔ مگر آج بھی موسم حج میں مکہ معظمہ کی مقدس فضا کے اندر اور اس کی متبرک مقام کے تمام راستوں پر عازمین حج کا تلبیہ سن کر ہر انسان خدا پرستی کا ایک نادیدہ پیکر بن جاتا ہے۔ جن خوش نصیبوں نے ۲۷/ذی قعدہ ۱۰ھ کو خود حضور ﷺ کے زیر قیادت کم وبیش ایک لاکھ اہل حق کے تلبیہ کا منظر دیکھا ہوگا، کون کہہ سکتا ہے کہ ان کے دلوں اور روحوں کا نقشہ کیا ہوگا۔

تلبیہ کی معنوی حیثیت

پھر تلبیہ کی معنوی حیثیت پر غور فرمائیے۔ اس کی مرکزی روح توحید ہے، جو دین حق کی روح حیات ہے۔ اس کے حرف حرف میں عبودیت وبندگی، عجز ونیاز، بارگاہ باری تعالیٰ میں حاضری کے وفور شوق وشیفتگی کے ایمان پرور محسوسات بیتاب ومضطرب نظر آتے ہیں۔ ساتھ ہی موقع اور محل کا تصور فرمائیے۔ کائنات انسانیت کا مقدس ترین وجود جو تیئس سال میں فرض نبوت کو بوجہ احسن تکمیل پر پہنچا چکا تھا۔ اس کی تعلیمات حقہ کے ثمرات حسنہ ہر طرف نگاہوں کو روشنی اور قلوب کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر رہے تھے اور خدائے واحد کے روبرو سرافگندگی وحواگی کا عشق اس درجہ کمال پر پہنچا ہوا تھا کہ معلوم ہو رہا تھا کہ ایک ایک فرد کے بدن کا ذرہ ذرہ شکر وسپاس میں سراپا حمد وستائش بنا ہوا تھا، اسی کے آگے سجدہ ریزی کی بیتابیوں کا مرجع ومحور ہے۔ یہی اسوۂ حسنہ تھا، جس کی پیروی عالم انسانیت کے لئے اس زندگی اور آئندہ زندگی میں واحد فوز وفلاح ہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، جو اس پیروی سے سعادت اندوز نہ ہوں گے ان کے لئے دونوں جہانوں میں امن وسلام کی امید خیال خامی ہوگی۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ:

۲۷/ذی قعدہ ۱۰ھ کو ذوالحلیفہ سے روانہ ہوکر حضور ﷺ منزل بہ منزل ۳/ذوالحجہ ۱۰ھ (یکم مارچ ۶۳۲ء) کو سَرِف پہنچے، جہاں سے مکہ معظمہ صرف چھ سات میل ہے۔ یہی وہ مقام

> تیئس سال پیشتر رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں تنہا تھے۔ پھر آپ کی دعوت پر ایک ایک دو دو آدمی ساتھ ملتے گئے۔ اس مقدس گروہ نے تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں ایسی خوفناک اذیتیں برداشت کیں، جن کا تصور بھی جسموں پر لرزہ پیدا کرتا ہے۔ پھر سب کو وطن چھوڑنا پڑا۔ اس کے باوجود مخالفوں نے انہیں دکھ دینے اور تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی

ہے جہاں ام المومنین حضرت میمونہؓ کا مکان تھا اور وہیں ان کا مزار بنا۔۴ ذی الحجہ (۲ر مارچ ۶۳۲ء) کو اتوار کے دن صبح کے وقت حضور ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے، خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم میں دوگانہ ادا کیا۔ پھر سعی کے لئے کوہ صفا پر پہنچے، وہاں سے کعبہ نظر آیا تو فرمایا:

لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہٗ الملک ولہٗ الحمد یحیی ویمیت وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ.

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ سلطنت اسی کی ہے اور ستائش بھی اسی کے لئے زیبا ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے اور سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اکیلے تمام گروہوں کو شکست دے دی۔

ایک ارشاد کی توضیح:

وعدے کے ایفا، اپنے بندے کی امداد اور اکیلے تمام گروہوں کی شکست پر عرب کے زمین و آسمان زبان سے شہادت دے رہے تھے۔ تئیس سال پیشتر رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں تنہا تھے۔ پھر آپ کی دعوت پر ایک ایک دو دو آدمی ساتھ ملتے گئے۔ اس مقدس گروہ نے تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں ایسی خوفناک اذیتیں برداشت کیں، جن کا تصور بھی جسموں پر لرزہ پیدا کرتا ہے۔ پھر سب کو وطن چھوڑنا پڑا۔ اس کے باوجود مخالفوں نے انہیں دُکھ دینے اور تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھانہیں رکھی، رزم و پیکار کی ہر قوت اس مقدس ترین وجود اور اس کے جاں نثار ساتھیوں کے خلاف بے دریغ استعمال کی گئی۔ آخر ہر قوت ناکام و نامراد ہوکر اسی راستے پر گامزن ہوگئی، جو حضور ﷺ نے آغاز نبوت میں کیا تھا۔ یہ اس حقیقت کا زندہ ثبوت نہ تھا کہ اللہ نے وعدہ پورا کیا۔ اپنے مقدس ترین بندے کی امداد فرمائی اور تنہا تمام گروہوں کو شکست دے دی۔

کیفیت حج:

رسول اللہ ﷺ نے ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ مارچ سنہ ۶۳۲ء) کو جمعرات کے دن تمام مسلمانوں کے ساتھ قیام فرمایا، نویں تاریخ (۷ر مارچ) کو جمعہ کے دن صبح کی نماز ادا کے عرفات کی طرف روانہ ہوئے، عرفات کے کنارے پر ایک مقام نمرہ ہے، جہاں کمبل کے خیمے میں آپ نے قیام فرمایا۔ دوپہر ڈھل گئی تو ناقہ قصواء پر سوار ہوکر میدان میں تشریف لائے اور سواری ہی کی حالت میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ ظہر و عصر کی نماز ادا کر کے میدان میں دیر تک قبلہ رو ہوکر مصروف دعا رہے۔ سورج ڈوبنے لگا تو عرفات سے چلے۔ رات مزدلفہ (مشعر الحرام) میں گزاری اور نویں ذوالحجہ (۸ر مارچ) کو منیٰ میں پہنچ گئے، ایام تشریق منیٰ میں رہے۔ البتہ دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد مکہ معظمہ جاکر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ۱۳ ذوالحجہ کو بعد زوال منیٰ سے اٹھے اور خیف بنی کنانہ میں قیام کیا۔ رات کے پچھلے پہر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مدینہ روانہ ہوگئے۔

حضور ﷺ کے خطبات:

یہ حجۃ الوداع کا سرسری خاکہ ہے جس میں تفصیلات نہیں دی گئیں۔ میرا اصل مقصود یہ ہے کہ خطبات شریفہ میں سے بعض ضروری چیزیں یہاں پیش کروں جنہیں میرے نزدیک امت کے لئے وصایا کی حیثیت حاصل ہے۔

خطبوں کے متعلق تمام روایات کو یکجا کر کے اہل علم وتحقیق اس نتیجے پر پہنچے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں تین خطبے ارشاد فرمائے۔ پہلا ۹/ذوالحجہ کو عرفات کے میدان میں، دوسرا ۱۰ ذی الحجہ کو منیٰ میں اور تیسرا ۱۱ یا ۱۲ ذوالحجہ کو منیٰ میں۔ ان میں بعض مطالب کو اپنی اہمیت کے پیش نظر دہرایا، مگر انداز مختلف تھا، میں انہیں بلحاظ ترتیب یہاں پیش کروں گا، مناسب یہی معلوم ہوا کہ عربی عبارتیں نہ لکھوں اور مطالب اردو میں بیان کردوں۔

عالمگیر مساوات:

عرفات کے خطبے میں حضور ﷺ نے سب سے پہلے جاہلیت کی تمام بیہودہ رسموں اور تمام نازیبا دستوروں کے خاتمے کا اعلان کیا۔ پھر فرمایا:

''لوگو! سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ (یعنی آدم) عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت و برتری نہیں، مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بناپر''۔

یہ اس حقیقت کا اعلان تھا کہ انسان کی فضیلت نہ خاندان پر موقوف ہے اور نہ نسل، خون یا رنگ پر، نہ کسی خاص ملک یا قوم کا باشندہ ہونا اس بارے میں معیار بن سکتا ہے۔ نہ اچھا لباس، عالیشان مکان یا دولت وثروت کے انبار کسی کو بڑا بناسکتے ہیں۔ محض علم یا عہدہ ومنصب بھی بڑائی کا وسیلہ نہیں بن سکتا۔ املاک کی فراوانی بھی اس باب میں قطعاً سودمند نہیں ہوسکتی۔ بڑائی اور بزرگی صرف صرف تقویٰ، پرہیزگاری، حسن عمل اور فضیلت اخلاق پر منحصر ہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ اس مختصر سے ارشاد نے عالم انسانیت کے نقطۂ نگاہ میں کتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا جس کی کوئی مثال اس سے پیشتر نہیں ملتی؟ پہلے انسانوں کا مطمح نظر کیا تھا؟ کسی خاص نسل یا رنگ یا خون سے وابستگی، دولت جمع کرنے کا جنون، عالیشان مکان بنانے کا اضطراب، بڑے عہدے اور منصب حاصل کرنے کے لئے تگ ودو، ملک وفتح کرلینے کا زور۔ ان تمام چیزوں کے لئے کشاکش کے ہنگاموں کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوسکتا تھا کہ انسانوں میں تفرقہ، بغض، عداوت اور نفرت پیدا ہو۔ وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے درپے رہیں۔ اونچے مناصب پر پہنچ جائیں تو اختیار واقتدار سے فائدہ اٹھا کر دولت سمیٹیں، رشوتیں لیں۔ لاکھوں بے وسیلہ مساکین کچلے جائیں اور دنیا میں امن مفقود رہے۔

قومیں قوموں سے اور ملک ملکوں سے لڑتے رہیں اور کسی کے لئے اطمینان سے سانس لینے کا موقع پیدا ہی نہ ہو۔ لیکن نکوکاری اور پرہیزگاری کو عالم انسانیت کا نصب العین بنادینے کے بعد سب کی کوشش یہ ہوگی کہ نیکی میں ایک دوسرے سے آگے

بڑھیں۔ خدمت خلق میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ خدا کے بندوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پیار کریں۔ ان کے امن وراحت کا خیال رکھیں، حق وانصاف کی پاسداری ہوتی رہے اور دنیا امن سے بھر جائے۔ کتنے رنج وقلق کا مقام ہے کہ جو قوم اپنے آقا ومولا ﷺ کے اس پیغام حق کی داعی اور مبلغ بنائی گئی، وہ بھی آج عملاً اس کی پابندی سے منزلوں دور ہے۔

اسلامی اخوت:

پھر فرمایا: دیکھو، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

نیز فرمایا: ہاں، میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، تمہیں جلد خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے، اور تم سے تمہارے اعمال کی بازپرس کی جائے گی۔

دیکھئے، مسلمان نوکر ہوں یا آقا، غریب ہوں یا امیر، مفلس ہوں یا دولت مند، معمولی حیثیت رکھتے ہوں یا اونچے درجے پر فائز ہوں ان میں کوئی امتیاز نہ ہونا چاہئے۔ وہ سب ایک سطح پر ہیں۔ ان سب کے دل میں ایک دوسرے کے ساتھ حقیقی بھائیوں کی سی محبت ہونی چاہئے۔

حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ مظلوم ہو یا ظالم۔ عرض کیا گیا، حضورؐ! مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آگئی، مگر ظالم کی مدد کیوں کر ہو؟ فرمایا جو بھائی ظلم کرے اسے ظلم سے باز رکھو، یہ ظالم بھائی کی امداد ہے۔

مسلمان اس آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کریں تو نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ شرم وندامت کے مارے سر نہ اٹھا سکیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برادرانہ محبت والفت کے لئے ایک کسوٹی بھی تجویز فرمادی یعنی اپنے بھائی کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جس کی توقع تم اس سے رکھتے ہو۔

باقی رہا گمراہ ہو کر ایک دوسرے کی گردن مارنے کا معاملہ تو میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ اسلام میں اسکی اتنی شہادتیں موجود ہیں کہ میرے لئے کچھ عرض کرنا قطعاً غیر ضروری ہے اور بے خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان اسی گمراہی کے باعث عزم وشرف کے بلند مقام سے محروم ہوئے جس پر وہ اسلام کی بدولت پہنچے تھے۔

اجتماعی زندگی کی بنیادیں:

اجتماعی زندگی کی بنیادیں تین ہیں، جان کا پاس، مال کی حفاظت اور آبرو کا احترام، انسانوں کے درمیان کشمکشوں اور جھگڑوں رنجشوں اور مخالفتوں کے جتنے بھی واقعات آپ کے سامنے آئیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو تہ میں جان، مال اور آبرو کے بارے میں کم یا زیادہ بے احتیاطی کے سوا اور کوئی چیز نہ نکلے گی۔ آج دنیا ان تین بنیادوں پر قائم رہنے کا پختہ عہد کرلے تو سارے جھگڑے مٹ سکتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان تین بنیادی چیزوں کی حفاظت کا معاملہ بھی آخری حد پر پہنچادیا، فرمایا۔

لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں قیامت تک کے لئے اسی عزت وحرمت کی مستحق ہیں جس طرح تم آج کے دن (یوم حج)، اس مہینے (ذی حجہ) اور اس شہر (مکہ مکرمہ) کی حرمت کرتے ہو۔

امن وسلامتی کی راہ:

عربوں میں بدلے کا دستور عام تھا، ایک خون ہو جاتا تو انتقام کا لامتناہی سلسلہ چھڑ جاتا، صرف عرب ہی نہیں، بلکہ دنیا بھر میں خادموں اور غلاموں کے ساتھ حد درجہ بُرا سلوک کیا جاتا، عورتوں کے جائز حقوق کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا۔ سود در سود نے ضرورت مندوں کیلئے زندگی اجیرن بنا رکھی تھی، انہیں وجوہ سے امن وسلامتی کی راہ ظلم وجبر کے اندھیرے میں گم ہو گئی تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

۱: میں زمانہ جاہلیت کے تمام خون (خون کے بدلے) آج مٹا رہا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔

۲: اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ۔ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ۔

۳: عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو، جس طرح تمہارے حق عورتوں پر ہیں، اسی طرح عورتوں کے حق تم پر ہیں۔

۴: میں جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔

گمراہی سے بچنے کا طریقہ:

پھر فرمایا: میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں، جسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے۔

دیکھئے یہی کتاب مسلمانوں کی ہدایت وسعادت کا سرچشمہ تھی۔ اسی کے مطابق عمل نے ملت اسلامیہ کو عالمِ انسانیت کی امامت کے درجۂ عالیہ پر پہنچایا۔ آج اسی کو مسلمانوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے وہ مختلف سہارے ڈھونڈتے ہیں۔ جدھر سے کوئی اچھی صدا سنتے ہیں یا بطور خود سمجھ لیتے ہیں کہ صدا اچھی ہے ادھر ہی بیتابانہ دوڑتے ہیں، لیکن اس پاک کتاب کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو انہیں گمراہی سے محفوظ رکھنے کا واحد اور بہترین ذریعہ ہے۔

آخر میں فرمایا: لوگو! نہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی اُمت وجود میں آنے والی ہے، خوب سن لو، اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پنجگانہ نماز کے پابند رہو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، مال کی زکوٰۃ خوش دلی سے دیا کرو، خانۂ خدا کا حج بجالاؤ۔ اپنے اولیائے امور کی اطاعت کرو۔ ان اعمال کی جزا یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

تکمیلِ دین:

خطبہ شریف کے اختتام پر فرمایا: تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا بتاؤ تم کیا جواب دو گے، عرض کیا گیا، ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا اے خدا تو گواہ رہنا۔ پھر لوگوں سے کہا کہ جو اس وقت موجود ہیں وہ انہیں سنا دیں جو اس وقت موجود نہیں، گویا ہر مسلمان کو داعی حق دار بنا دیا۔ عین اس موقع پر وہ آیت نازل ہوئی جسمیں تکمیل دین اور

اتمام نعمت کی بشارت دی گئی تھی۔

اب میں منیٰ کے خطبے یا خطبوں میں سے ایک دو اقتباسات پیش کروں گا۔

دین کامل ہو چکا تھا۔ نعمت منزل اتمام پر پہنچ چکی تھی، وہ امت وجود میں آچکی تھی جو روئے زمین پر خلافت الٰہیہ کا نادر نمونہ پیش کرنے والی تھی اور جس نے تھوڑی ہی مدت میں زندگی کے ہر دائرے کے اندر عظیم الشان خدمات کے ایسے انبار لگا دیے جن کی کوئی مثال نہ پہلے موجود تھی اور نہ بعد میں سامنے آسکی، عالم انسانیت میں پیشتر بھی بارہا انقلاب آچکے تھے، مگر ساتویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے سے جس انقلاب کی ابتدا ہوئی تھی اور حجۃ الوداع پر اس کی تکمیل ہوئی، وہ ہر نقطۂ نگاہ سے یگانہ و نادیدہ تھا۔ سید سلیمان مرحوم کے قول کے مطابق ایک نئے نظام، نئی شریعت اور نئے عالم کا آغاز ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

زمانہ پھر پرا کے آج پر اسی نقطے پر آگیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کیے تھے۔

غور کیجیے کہ تاریخ عالم میں جو نیا دور شروع ہو رہا تھا اس کی تعبیر کے لیے اس سے بہتر صورت کیا ہو سکتی تھی کہ زمانہ پھر اسی جگہ آگیا جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق فرمائی تھی۔

پھر جان، مال اور آبرو کا موضوع ذہن مبارک میں آگیا اور اہمیت کے اعتبار سے اسے دہرانا مناسب سمجھا، لیکن اسلوب بالکل نیا اختیار کیا۔ فرمایا:

"کچھ معلوم ہے آج کون سا دن ہے؟" لوگوں نے عرض کی "خدا اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔" آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے اور لوگوں نے سمجھا، شاید آپ اس دن کا کوئی اور نام رکھ دیں گے، سکوت کے بعد فرمایا" کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟" لوگوں نے کہا" بے شک" پھر ارشاد ہوا۔" یہ کونسا مہینہ ہے؟" لوگوں نے پھر کہا:" خدا اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں" آپ نے پہلے کی طرح سکوت کے بعد فرمایا" کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟" لوگوں نے کہا:" بے شک" پھر پوچھا:" یہ کونسا شہر ہے؟" "لوگوں نے پھر کہا" خدا اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔" اس مرتبہ بھی سکوت کے بعد فرمایا" کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں؟" "لوگوں نے کہا بے شک"

اس اسلوب خطاب سے مقصود یہ تھا کہ لوگوں کے دل میں قربانی کے دن، حج کے مہینے اور مکہ مکرمہ کی حرمت پیوست ہو جائے، یہ ہو چکا تو فرمایا:

تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قیامت تک احترام کی مستحق ہیں جس طرح تمہارے لیے آج کا دن (قربانی کا دن) یہ مہینہ (حج کا مہینہ) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) احترام کے مستحق ہیں۔

حجۃ الوداع کے بعد حضور ﷺ نے بہت کم مدت اس دنیا میں گزاری، روایات مظہر ہیں کہ تکمیل دین کی آیت نازل ہونے (یعنی ۹ ذوالحجہ) سے صرف اکیاسی روز بعد حضور ﷺ نے وصال فرمایا۔

☆☆☆☆☆☆

عرفانِ شریعت

مفتی الاشرف

سوال: قربانی واجب ہونے کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: قربانی ان پر واجب ہے مسلمان، مقیم، نصاب کا مالک، (یعنی جس پر صدقۂ فطر واجب ہے) آزاد، اس کے برعکس کافر، مسافر، فقیرِ شرعی، اور غلام، ان پر قربانی واجب نہیں ہے۔

سوال: کیا قربانی کے دن جانور ذبح کرنا ضروری ہے یا اس کی رقم سے کسی غریب کی مدد کردی جائے۔ جیسا کہ آج کل چند فلاحی اداروں والوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ گوشت تو ہر ضرورت مند کو نہیں پہنچتا۔ لہٰذا قربانی کی رقم سے غرباء کی مدد کردی جائے؟

جواب: قربانی والے دن جانور ہی ذبح کرنا واجب ہے اس کی رقم کسی غریب کو دینے سے واجب ساقط نہیں ہوگا۔ اس کا جواب میرے آقا ﷺ کی زبانِ مبارک سے ملاحظہ فرمایئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یوم النحر (یعنی دسویں ذوالحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام قبولیت میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کو خوش دلی سے کیا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ)

لہٰذا جو لوگ قربانی کے بدلے رقم دینے کی باتیں کرتے ہیں وہ دین اسلام اور تعلیمات اسلام سے دور ہیں۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کرنے اور نہ کرنے والے دونوں قربانی ہونے تک اپنے ناخن اور بال نہ ترشوائیں کیا یہ صحیح بات ہے اس کا ذکر حدیث میں ہے؟

جواب: جی ہاں! یہ بات درست اور صحیح ہے اس ضمن میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی حدیث: ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے پاس میحہ (دودھ دینے والی گائے) کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اس کی قربانی کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ ہاں تم اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیرِ ناف کو مونڈ دو۔ اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہوجائے گی یعنی جس کی قربانی کی توفیق نہ ہو اسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہوجائے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

دوسری حدیث: ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جس نے ذوالحجہ کا چاند دیکھا اور اس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کرے بال اور ناخنوں کو نہ ترشوائے۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ان دونوں حدیثوں سے قربانی کرنے والے اور نہ کرنے والے دونوں کا حکم مل گیا۔ لہٰذا اس پر عمل کرکے ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔

سوال: کن جانوروں کی قربانی جائز ہے اور ان کی عمر کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ اونٹ، گائے، بکری ہر قسم میں اس کی نوعیں ہیں سب اسی میں داخل ہیں۔ یعنی نر و مادہ، خصی اور غیر خصی، بھینس گائے کے حکم میں ہے اس کی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھیڑ اور دنبہ بکری کے حکم میں ہے ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ (عالمگیری)

قربانی کے جانور کی عمریں یہ ہونی چاہیے۔

اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں، زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں بھیڑ اور دنبہ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا فربہ اور بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اسکی قربانی جائز ہے (درمختار)

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ گھر میں مالک نصاب والے افراد چار پانچ ہیں مگر گھر کا بڑا صرف ایک بکرا ذبح کر کے اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھ لیتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: پہلے سوال کے جواب میں عرض کیا جاچکا ہے کہ صاحب نصاب پر قربان واجب ہے لہٰذا گھر کے وہ افراد، مرد و عورت جو ساڑھے باون تولہ چاندی، ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کی رقم کے مالک ہیں ان سب پر قربانی واجب ہے ایک بکرے سے بری الذمہ نہیں ہوں گے (واللہ اعلم)

سوال: قصاب حضرات زیادہ جانور ذبح کرنے کی غرض سے جانور کو اذیت دیتے ہیں یعنی ذبح کرنے کے فوراً بعد دوسرے اعضاء کاٹنا شروع کردیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب: ذبح کرتے وقت اس طرح ذبح کیا جائے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے مہرہ تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ کی تکلیف ہے۔ ایسا کرنا سخت گناہ ہے اور جانور پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ ذبح کرنے کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے اور اس کے تمام اعضاء سے روح نہ نکل جائے اس وقت تک ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں نہ چمڑا اتاریں۔ یہ سخت گناہ ہے۔

سوال: قربانی کتنے دن تک کرسکتے ہیں؟

جواب: قربانی کا وقت دس ذوالحجہ بعد نماز عید الضحیٰ سے بارہویں ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں (درمختار)

سوال: قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: قربانی کا جانور فربہ، موٹا اور ہر عیب سے پاک ہونا چاہیے اور اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہوجائے گی۔ مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو قربانی نہیں ہوگی۔ مثلاً: جس کے پیدائشی سینگ نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ جس کے سینگ تھے مگر ایک ٹوٹ گیا تو قربانی جائز نہیں۔ خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ جو جانور غلاظت کھاتا ہو (یعنی کچرا کنڈی وغیرہ پر کھانے والا جانور) اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔

☆☆☆☆☆

سارے جہاں کی راجدھانی مدینہ منورہ

مفتی مظفر احمد بدایونی

کہتے ہیں ایک معشوق نے عاشق سے پوچھا کہ آپ نے بہت سے دیار و امصار دیکھے ہیں اور اکثر شہروں کی سیاحی کی ہے یہ تو بتایئے کہ ان تمام شہروں میں آپ کو سب سے اچھا کون سا شہر نظر آیا ہے عاشق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ گفت آں شہرے کہ درروے دلبراست (مجھے وہ شہر اچھا لگا جہاں میرا محبوب رہتا ہے) اس طرح اہل ایمان کو دنیا بھر کے شہروں میں عشق و عقیدت جو مدینہ منورہ سے ہے وہ کسی اور شہر سے نہیں ہے کہ کیوں؟ اس لئے کہ وہاں تاجدار کونین سلطان دارین ﷺ کی آرام گاہ گنبد خضراء ہے جس کے سایہ میں خدائے قدیر کے طیب و طاہر رسول جلوہ آراء ہیں یہ وہی مقدس مقام ہے۔ جہاں کا ذرہ ذرہ جنت بداماں ہے یہاں وہ آرام فرما ہیں جن کی نگاہ رحمت کائنات کے دردمندوں کی پناہ گاہ ہے۔ یہاں رات دن خداوند سبوح و قدوس کی رحمت کا نزول یہاں کا ہر ذرہ شک آفتاب اور ہر خار رشک گل ہے یہی وہ شہر ہے جہاں ہزاروں بار جبرئیل امین اپنی جبین عقیدت سے جھکائے اترتے ہیں۔

قدم ناز کی برکت:

لا اُقسِمُ بِھذٰا البَلَدۃ وَاَنتَ حِلٌّ بِھذا البلد (پ۳۰)

مجھے اس شہر کی قسم اے محبوب تم جس شہر میں تشریف فرما ہو۔ یہ آیت کریمہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی یعنی مکہ مکرمہ کو یہ عزت و عظمت ملی وہ سرور کائنات ﷺ کے مقدس مقام کا صدقہ ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ قبر اطہر کا وہ مبارک حصہ جو جسم انور سے ملا ہوا ہے وہ خانہ کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل واعلیٰ ہے اور اس میں بھی فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ مدینہ منورہ کی بستی سے افضل ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ شہر مدینہ اور شہر مکہ میں مجموعی طور پر کون افضل ہے حضرت ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ افضل ہے کیونکہ وہاں حج ہوتا ہے وہاں ہر نیک عمل کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے مگر حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لا اقسم سے ظاہر ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ جہاں جلوہ فرما ہوں وجگہ افضل و اعلیٰ ہے تو قبل ہجرت مکہ مکرمہ افضل تھا اور بعد ہجرت مدینہ منورہ۔

آیئے دیار حبیب کے فضل پر چند احادیث نبویہ کی زیارت کرتے چلیں اشرف انبیاء ﷺ فرماتے ہیں۔

من مات فی المدینہ کنت لہ شفیعا یوم القیامۃ (جذب القلوب ۲۰)

جسے مدینہ منورہ میں مرنا نصیب ہوا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

۲: مدنی چاند ﷺ فرماتے ہیں۔

القاطیہ تنفی الذنوب کما تنقی الکیر خبث الفضۃ (جذب القلوب ۲۰)

یعنی مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست کو بسا دور کرتا ہے جیسے بھٹی چاندی کے میل کو دور کرتی ہے

۳۔ نیز فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

(فتح القدیر دار قطنی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد گویا اس نے میری حیات ظاہری میں زیارت کی۔ اور حالت حیات کے متعلق شاہ بطحٰی ﷺ فرماتے ہیں لایدخل النار من رانی (شرح شفا شریف) یعنی میرا دیکھنے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔

ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے مزار پرانوار کی زیارت کرنے والا دوزخ سے بری ہے اس سلسلہ میں ایک حدیث مبارک بھی ناطق ہے ملاحظہ ہو۔

۴. من زار قبری وجبت لہ شفاعتی (دار قطنی، بیہقی)
یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

۵۔ حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں یعنی تم میں سے جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں اسے مرنا چاہیئے کہ جو اس میں مرے گا اس کی شفاعت کروں گا۔

نیز فرماتے ہیں
یعنی جو شخص مدینہ میں مر سکتا ہے تو چاہیئے کہ وہ وہیں مرے پس جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ (جذب القلوب)

۷: نیز فرماتے ہیں
یعنی مدینہ منورہ آدمیوں کے میل کو ایسا دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (جذب القلوب)

۸۔ اکثر احادیث نبویہ میں آیا ہے کہ مدینہ کی خاک مبارک جملہ امراض کے لئے شفاء ہے بعض جگہ فرمایا گیا ہے۔

جذام اور برص کے لئے بھی۔

۹۔ منبر پاک اور مزار اطہر کے بیچ میں جو حصہ ہے اس کی نسبت ارشاد ہے۔

روضۃ من ریاض الجنۃ (الحدیث) یعنی جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

۱۰۔ روضہ اطہر کی زیارت کے متعلق حدیث مبارک ہے کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو نازل ہوتے ہیں۔

فرشتے نازل ہو کر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پروں کو قبر انور سے ملتے ہیں اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں خدا نہ کرے بدعقیدگی کا مارا ہوکوئی شخص بول اٹھے کہ فرشتے ایسا کیوں کرتے ہیں کہ آسمان سے سیدھے مدینہ منورہ نازل ہوتے ہیں اور وہ بھی مسجد شریف کی نیت سے نہیں بلکہ قبر رسول ﷺ کی نیت سے اور قبر شریف کے چاروں طرف کھڑے ہوتے ہیں۔

پھر قبر پر اپنے پر ملتے ہیں اور تحفہ درود شریف پیش کرتے ہیں۔ ان کو تو کعبہ شریف جانا چاہیئے تھا کعبہ شریف کا طواف کرنا چاہیئے تھا۔ مگر وہ حاضر ہو رہے ہیں روضہ رسول پر وہ بھی تلاوت قرآن اور نماز پڑھنے کی نیت سے نہیں بلکہ روضہ رسول کی زیارت کی نیت سے۔

جمال گنبد خضریٰ:

بیر علی کے مقام سے مدینہ منورہ تقریباً بیس میل رہ جاتا ہے تا ہم یہیں سے گنبد خضریٰ نظر آنا شروع ہو جاتا ہے حالانکہ عربی سرکار کے روضہ اطہر کے اس گنبد مبارک کی اطراف میں اس سے زیادہ بلند عمارتیں ہیں لیکن حیات النبی ﷺ کا یہ بھی ایک زندہ جاوید معجزہ ہے کہ جس سمت سے آپ دیکھیں گے گنبد خضریٰ سب سے بلند اور اونچا نظر آئے گا۔

مدنی سرکار کا قد مبارک درمیانہ اور موزوں تھا بسا اوقات ایسا ہوتا کہ کسی مجمع میں آپ سے زیادہ دراز قد لوگ موجود ہوتے مگر حضور کا قد مبارک اعجاز پیغمبری کی بنیاد پر سب سے اونچا نظر آتا سرکار کی عظمت و

شان کا دبدبہ ذرا عالم تصور میں سوچ کر اور آگے بڑھئے دیکھئے یہ باب عنبر ہے یعنی مدینہ پاک میں داخل ہونے کا صدر دروازہ اسی باب عنبر کے قریب مدینہ شریف کا قدیم حجاز ریلوے اسٹیشن ہے یہیں سے ترکوں کے زمانہ میں لوگ شام عراق وغیرہ دیگر اسلامی بلاد سے بلا روک ٹوک آیا جایا کرتے تھے۔

اب دیکھئے داہنی جانب کی گلی میں مسجد سیدنا عمر نظر آرہی ہے اس کے آگے سیدھے چلئے بازار کے چوراہے پر مسجد غمامہ دکھائی دے رہی ہے۔سرکار طیبہ عید کی نمازیں اسی جگہ ادا فرماتے تھے۔ دیکھئے یہ مسجد مولا علی رضی اللہ عنہ ہے اور اسی کے سامنے مسجد نبوی کی طرف جانے کا راستہ مسجد مولا علی کی بائیں طرف مدینہ طیبہ کا دوسرا دروازہ ہے جسے باب مصری کہتے ہیں۔یہاں سے بڑا بازار شروع ہوتا ہے اب شارع عنبریہ میں داخل ہوگئے جس میں کھڑے ہوں تو بالکل سامنے مسجد نبوی کا باب السلام نظر آتا ہے مدینہ منورہ کی آبادی ۳۰۔۴۰ ہزار کے درمیان ہے جو ایام حج میں لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔سال کے دوسرے ایام میں بھی زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ دور دراز ملکوں سے لوگ شہنشاہ کونین ﷺ کے مرقد انور کی زیارت کرنے یہاں آتے ہیں اور اپنے قلب ونظر کی طہارت کا سامان کرتے ہیں۔

سیدنا اشرف الانبیاء ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے یہاں تشریف لائے تھے۔آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں مسجد نبوی کی تعمیر کی اسی مسجد میں روضہ اقدس ہے عظیم المرتبت خلفائے کرام حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آسودہ خواب ہیں۔مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے دوسو پچاس میل جانب شمال ایک نخلستان میں واقع ہے۔

یہاں کھجوروں کے درخت بکثرت ہیں پھل اور ترکاریاں بکثرت پیدا ہوتی ہے جنت البقیع یہاں کا تاریخی قبرستان ہے یہاں خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہزادی رسول ﷺ حضرت سیدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور کئی ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مزارات میں کوہ احد میدان خندق وہ کنواں جو خلیفہ سوم نے تعمیر کرایا تھا۔مدینہ طیبہ کے قریب ہی واقع ہے۔

مدینہ کو روانگی اور پہلا جمعہ:

قبا میں دو ہفتہ قیام کے بعد حضور ﷺ مدینہ شریف کی جانب روانہ ہوئے جمعہ کے دن اور جمعہ کے وقت بنو سالم کی آبادی میں پہنچ کر فروکش ہوئے یہاں جمعہ کی نماز اور خطبہ ادا کیا گیا۔یہ اسلام میں پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا۔

اس روز نماز جمعہ میں تقریباً دو سو صحابہ موجود تھے اہل مدینہ نے جس دن سے سنا تھا کہ رحمت کبریا ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوچکے ہیں ان کا روزانہ معمول ہوگیا تھا کہ سر راہ بیٹھ جاتے اور دھوپ میں تیزی ہونے تک انتظار کرکے واپس چلے جاتے۔

دوشنبہ کے دن ۲۸ ربیع الاول کو مدنی تاجدار ﷺ قبا میں جلوہ فرماں ہوئے جو مدینہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے اہل مدینہ راہ دیکھ کر واپس چلے جاچکے تھے کہ ایک یہودی پہاڑی سے چند مقدس صورتوں کو ادھر آتا ہوا دیکھ کر بے اختیار چیخ اٹھا۔

یامعشر العرب ھذا جدکم.

اہل عرب ادیکھو یہ تمہارا گوہر مقصود۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

فقر کا مرتبہ اور حقیقت

تحریر: پروفیسر خورشید حسن خاور

اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقیری اور درویشی کا مرتبہ بہت بلند ہے حضور نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ"

یعنی "اے میرے اللہ مجھے فقیری کی حالت میں زندہ رکھ، فقیری کی حالت میں موت دے اور فقراء کے زمرے میں ہی میرا حشر فرما"۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

"اِئْتُوْنِیْ اَحِبَّاءِیْ فَیَقُوْلُ الْمَلٰئِکَۃُ مَنْ اَحِبَّائُکَ؟ فَیَقُوْلُ اللہُ: اَلْفُقَرَآءُ وَالْمَسَاکِیْنِ"

یعنی اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ "میرے دوستوں کو میرے پاس لاؤ فرشتے پوچھیں گے کہ آپ کے دوست کون ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فقراء اور مساکین"۔

لیکن فقراء و مساکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا پر بھروسہ کر کے دنیا کمانے کی فکر سے بے نیاز ہو کر اپنے آپ کو خدا کے کام اور اس کی ملازمت کیلئے وقف کر دیں۔ جیسے کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم، ہر وقت مسجد نبوی میں حاضر رہتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ جس وقت جو کام چاہیں ان سے لے سکیں۔ یہ لوگ ظاہری اور باطنی تمام اسباب کو نظر انداز کر کے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کی ذات کے ساتھ دوستی اور محبت پر بھروسہ کرتے ہیں اور یہ اس کی ذات کے سوا کسی کو دوست نہیں بناتے۔ اسی طرح کے لوگوں کے بارے میں یہ ارشاد ہوا کہ:

"لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ"

یعنی "تمہاری فی سبیل اللہ امداد اور خدمت کے حقدار وہ فقراء ہیں جو خدا کے کام میں اس طرح سے مشغول ہو گئے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی کے لئے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے اور ان کی خود داری کو دیکھ کر ایک ناواقف آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ مال دار ہیں"۔ انہی لوگوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ:

"وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ ط"

ترجمہ: "اے محبوب نبی ﷺ! ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ پھینکو جو رات دن اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اور اُس کی رضا کے طلب گار ہیں"۔

فقر کی اصل متاع دنیا کا ترک اور اس سے علیحدگی نہیں ہے بلکہ دل کو اس کی محبت سے خالی اور بے نیاز کرنا ہے چنانچہ تصوف کی اصطلاح میں فقیر وہ ہوتا ہے جو متاع دنیا سے بالکل بے نیاز ہو اس کے پاس سے خواہ کچھ موجود نہ ہو یا اُس کے پاس دنیا

اس کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے صاجزادے سید مکرم اشرف جیلانی نے اولیاء کرام کے حالات اُن کی کرامات پر مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔ اسٹیج پر موجود علماء نے آپ کے خطاب کو پسند کرتے ہوئے آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

محفل کے آخر میں حضرت فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا جس کو سننے کے لئے لوگ دور دراز سے درگاہ عالیہ اشرفیہ پہنچتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں عرس منانے پر اعتراضات کے جوابات دیئے اور قرآن و حدیث کے مدلل دلائل پیش کئے۔ آپ نے فرمایا یہ درگاہ اور مزارات طریقت کی درس گاہ ہیں یہاں کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوتا آج ان مزارات پر خودکش حملے کئے جارہے ہیں اس پر ہم بھرپور احتجاج کرتے ہیں یہ اسلام کا نام لینے والے کسی سینما، شراب خانے پر خودکش حملے نہیں کرتے بلکہ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مصروف لوگوں پر حملے کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مقصد کیا ہے یہ ان حملوں کے ذریعے ہمیں اللہ کے ولیوں سے دور نہیں کر سکتے۔

آپ کے خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ آخر میں فاتحہ خوانی ہوئی ایصال ثواب کیا گیا۔ مریدین و معتقدین نے ایصال ثواب کے لئے جو نذرانے پیش کئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

74 چوہتر قرآن پاک، ایک لاکھ بیالیس ہزار سورۂ فاتحہ، 284 مرتبہ سورۂ مزمل، لاتعداد یٰسین شریف۔ سورۂ بقرہ ۴ مرتبہ ایک سو بہتر 172 مرتبہ سورۂ الملک ۲۸ مرتبہ سورۂ الرحمٰن ۔ ۲۹۰۴ مرتبہ سورۂ فاتحہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار مرتبہ (۱۸۶۰۰۰)

اللہ الصمد چھ لاکھ پینتالیس ہزار مرتبہ (۶۴۵۰۰۰)

یا اللہ یارحمٰن یارحیم سوا لاکھ مرتبہ (۱۲۵۰۰۰)

یا سلامُ سوا لاکھ مرتبہ (۱۲۵۰۰۰)

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم دس ہزار مرتبہ (۱۰۰۰۰)

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ (۱۲۵۰۰۰)

درود تاج تیرہ ہزار نو سو بتیس مرتبہ (۱۳۹۳۲)

درود شریف تین لاکھ ننانوے ہزار چھ سو اڑسٹھ مرتبہ (۳۹۹۶۶۸)

اس کے علاوہ استغفار، نوافل، سبحان اللہ، اللہ اکبر، درود اکبر، درود مقدس لاتعداد مرتبہ پڑھے گئے یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو محفل میں پیش کئے گئے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک کے جو ایصال ثواب کے نذرانہ اس کے علاوہ ہیں۔ محفل کے اختتام پر شرکاء محفل کو لنگر کھلایا گیا۔

احسن البرکات کا ۶۱ واں جشن تاسیس

وادی مہران کی عظیم وقدیم دینی درسگاہ دارالعلوم احسن البرکات کا ۶۱ واں جشن تاسیس سالانہ جلسہ دستار فضیلت و بانی دارالعلوم مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۶ واں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر عظیم الشان جلسہ کا انعقاد مفتی اعظم سندھ مفتی احمد میاں برکاتی کی زیر صدارت مرکزی جامع مسجد لطیف آباد نمبر ۸ نزد باغ مصطفیٰ گراؤنڈ میں ہوا۔

جن علماء نے اس محفل سے خطاب کیا ان میں خصوصی خطاب علامہ مفتی حسان قادری مدظلہ العالی نے کیا ان کے علاوہ علامہ مفتی سہیل رضا امجدی، مفتی عظمت علی شاہ نوری، دارالعلوم کے

یعنی "اے لوگو تم سب خدا کے محتاج ہو اور فقیر ہو اور خدا جو ہے وہی حقیقتاً غنی اور حمید ہے"۔

گویا فقر ایک نہایت ہی وسیع اور بلیغ اصطلاح ہے اس کا تعلق خارج سے بھی ہے اور باطن سے بھی، فقر ایک اخلاقی روّیہ ہے اور متاعِ دُنیوی کے تعلق میں ایک انداز نظر بھی، جو دنیاداری، خودغرضی، زر پرستی اور استحصال سے بچاتا ہے۔ ایک حدیثِ رسول ﷺ میں فرمایا گیا ہے:

"اَلْعَجْزُ فَخْرِی" کہ "عجز میرا فخر ہے"۔

اس حدیث میں جس فقر کو آپ نے فخر فرمایا ہے اس سے مراد یہی شعوری بے نیازی ہے جو متاعِ دنیوی پر دسترس ہونے کے باوجود انسان کے دل کی تونگری عطا کرتی ہے مال و جاہ کی ہوس اور اس کی خاطر ظلم و تعدّی غصب حقوق استحصال اور اس سے وابستہ جھوٹ اور ملمع سازی یہ سب رذائل فقر سے دور ہوتے ہیں۔

مصنوعی فقر

آج کل مسلم معاشرے میں بالخصوص پاکستان میں بے شمار مصنوعی فقیر بنے پھرتے ہیں اس میں بنیادی عنصر تو سادہ لوح مسلمانوں کی ضعیف الاعتقادی ہے جبکہ کچھ حضرات خاندانی پیر چلے آتے ہیں اور اُن کا یہ منصب تصور کیا جانے لگا ہے کہ وہ لوگوں کو راہِ حق دکھائیں خواہ اُن کا ذاتی کردار اور عمل شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو۔ ایسے لوگ جو خدا کے فقیر نہ ہوں بلکہ اپنے آپ کو ایسا ہی ظاہر کریں اور اس طرح لوگوں میں عزت و مقبولیت حاصل کرنے کی کوشش کریں وہ درحقیقت خدا سے دور ہیں یہ عزت نہیں بلکہ بدترین قسم کی ذلت ہے۔ اولیائے کرام نے ہمیشہ اپنے مریدوں کو اس صورت حال سے متنبہ کیا ہے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور درویشوں کو بطور نصیحت فرماتے ہیں:

"یَامَعْشَرَ الْفُقَرَآءِ اِنَّکُمْ تُعْرَفُوْنَ بِاللّٰہِ وَتُکْرَمُوْنَ لِلّٰہِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَکُوْنُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِذَا خَلَوْتُمْ بِہٖ"

یعنی "اے گروہ درویشاں تم لوگوں میں اللہ والوں کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہو اور اللہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر تمہاری تعظیم کی جاتی ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی میں ہو اس وقت اپنا جائزہ لیا کرو کہ خدا کے ساتھ تمہارے تعلق کا فی الواقع کیا حال ہے"۔

ارشاد اشرف المشائخ قدس سرہ

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دل جلوہ گاہِ حق ہے نظارہ گاہِ خلق نہیں لہٰذا اس کی حفاظت کیجئے اسے خیالات فاسدہ سے بچایئے گناہوں کی آلودگی سے محفوظ رکھیے جو دل کی حفاظت نہیں کرتا اس کا دل جلوہ گاہِ حق نہیں بن سکتا۔ دل کو جلوہ گاہِ حق بنانے کے لئے اسے گناہوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے اور دل کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کیا جائے جب دل ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہے گا تو شیطانی خیالات خود بخود نکل جائیں گے اور دل انوارِ حق سے معمور ہو جائے گا آپ نے فرمایا تمام مریدین و معتقدین کے لئے میری ہدایت ہے کہ باوضو رہیں اور ہر وقت ذکر خفی کریں تا کہ ان کے قلوب پاک و صاف ہو جائیں۔

مبلغ اسلام: حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ

اک روشنی رخشندگی، عبدالعلیم قادری
پائی وہیں آسودگی عبدالعلیم قادری

علم و شعور و آگہی عبدالعلیم قادری
کچھ خدمت اسلام ہو، اس بدر سے بھی کام ہو

علم و عمل، فکر ونظر صدق وصفا، مہر و وفا
دو اس کو اپنی روشنی عبدالعلیم قادری

عزم، اتقاء سنجیدگی، عبدالعلیم قادری
خشنودی رب علی، حب محمد مصطفیٰ ﷺ

عظمت، جلالت، بانکپن، عزم وعزیمت جذبہ دل
سینے میں تیرے تھی بسی عبدالعلیم قادری

اک سوزو ساز اک دلکشی عبدالعلیم قادری
توحید کی مے کا نشہ، عشق ہر دوسرا

گفتار میں کردار میں، اسلوب میں افکار میں
تیرا پیام سرمدی، عبدالعلیم قادری

نورانیت، پاکیزگی، عبدالعلیم قادری
گفتار میں تو نرم تھا، کردار میں سرگرم تھا

گفتار میں کردار میں، اسلوب میں افکار میں
خو، بو، تھی صدیقی تری عبدالعلیم قادری

نورانیت، پاکیزگی، عبدالعلیم قادری
تو نقشبندی، شاذلی، چشتی رواؤں کا امیں

انسوں میں حق ہو کا فسوں تبلیغ کا سر میں جنوں
پروردہ غوثؓ جلی عبدالعلیم قادری

دامن تہی لیکن غنی عبدالعلیم قادری
احمد رضاؒ کی بادہ سے سرشار لاکھوں کو کیا

اک ولولہ، اک زلزلہ اک موج اک سیل میں
کیا مے گساری تھی تری عبدالعلیم قادری

شان خطابت تھی تری عبدالعلیم قادری
جس جا قدم تیرے پڑے، دل موم ہوکر رہ گئے

جس خاک کی خوشبو لئے تا عمر سرگرداں رہا
تھی شان محبوبی تری عبدالعلیم قادری

الاشرف نیوز

سید صابر اشرف جیلانی

سالانہ فاتحہ: درگاہِ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی میں سالانہ فاتحہ بسلسلہ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ بروز جمعۃ المبارک ۱۳ ذیقعدہ ۲۲ اکتوبر بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔

چادر شریف: حضرت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے دونوں مزارات مقدسہ پر چادر چڑھائی آپ کے ساتھ آپ کے تمام برادران، خانوادۂ کے افراد اور مریدین و معتقدین بھی تھے۔ اس کے بعد ذکر حلقہ ہوا سب نے مل کر اللہ ھو کی ضربیں لگائیں۔

شجرہ شریف: صاحبزادہ سید جمال اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے شجرہ پڑھا۔

حضرت زینت المشائخ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ اور اعراف اشرف جیلانی مدظلہ نے اسٹیج کے فرائض انجام دیئے۔

قرأت: جامع مسجد قطبِ ربانی کے امام قاری سلطان احمد صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے محفل کا آغاز فرمایا۔

نعت شریف: خانوادۂ اشرفیہ کے افراد نے بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کی۔ ان میں سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، سید حسین اشرف جیلانی محمد عاطف اشرفی، اسکے علاوہ سید فرقان قادری، سید نعمان اشرفی، اسی دوران مہمان ثناء خواں حضرات کی آمد بھی ہوئی۔

محفل کے دوران علماء کرام کی آمد کا سلسلہ بھی جاری رہا اسٹیج پر جو علماء تشریف فرما تھے ان کے اسماء گرامی حضرت علامہ حافظ مشیر احمد دہلوی صاحب مدظلہ العالی، حضرت محبوب المشائخ سید محبوب اشرف جیلانی مدظلہ، حضرت علامہ شاہدین اشرفی صاحب مدظلہ، حضرت علامہ قاضی احمد نورانی صاحب مدظلہ، حضرت علامہ مختار اشرفی صاحب مدظلہ اور جناب سید آصف علی صاحب مدظلہ شامل ہیں۔

اسکے بعد مہمان نعت خواں جن میں جناب سعید ہاشمی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں آقا دو جہاں ﷺ کی شان میں مدح سرائی کی۔ جناب سعید ہاشمی صاحب کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے ہاتھوں سے نشان اشرف حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے کلام پیش کیئے جس سے شرکاء محفل جھوم اٹھے۔

جناب محمود الحسن اشرفی ہر سال حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمۃ فاتحہ میں شرکت کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں فارسی کلام اور قصیدہ بردہ شریف پیش کی جس کو حاضرین محفل نے بہت پسند کیا۔

اس کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے صاحبزادے سید مکرم اشرف جیلانی نے اولیاء کرام کے حالات اُن کی کرامات پر مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔ اسٹیج پر موجود علماء نے آپ کے خطاب کو پسند کرتے ہوئے آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

محفل کے آخر میں حضرت فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا جس کو سننے کے لئے لوگ دور دراز سے درگاہ عالیہ اشرفیہ پہنچتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں عرس منانے پر اعتراضات کے جوابات دیئے اور قرآن و حدیث کے مدلل دلائل پیش کئے۔ آپ نے فرمایا یہ درگاہ اور مزارات طریقت کی درس گاہ ہیں یہاں کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوتا آج ان مزارات پر خودکش حملے کئے جارہے ہیں اس پر ہم بھرپور احتجاج کرتے ہیں یہ اسلام کا نام لینے والے کسی سینما، شراب خانے پر خودکش حملے نہیں کرتے بلکہ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مصروف لوگوں پر حملے کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مقصد کیا ہے یہ ان حملوں کے ذریعے ہمیں اللہ کے ولیوں سے دور نہیں کر سکتے۔

آپ کے خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ آخر میں فاتحہ خوانی ہوئی ایصال ثواب کیا گیا۔ مریدین و معتقدین نے ایصال ثواب کے لئے جو نذرانے پیش کئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

74 چوہتر قرآن پاک، ایک لاکھ بیالیس ہزار سورۂ فاتحہ 284 مرتبہ سورۂ مزمل، لاتعداد یٰسین شریف۔ سورۂ بقرہ ۴ مرتبہ ایک سو بہتر 172 مرتبہ سورۂ الملک ۲۸ مرتبہ سورۂ الرحمٰن۔ ۴۰۲۹ مرتبہ سورۂ فاتحہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار مرتبہ (۱۸۶۰۰۰)

اللہ الصمد چھ لاکھ پینتالیس ہزار مرتبہ (۶۴۵۰۰۰)

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم سوا لاکھ مرتبہ (۱۲۵۰۰۰)

یا سلامُ سوا لاکھ مرتبہ (۱۲۵۰۰۰)

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم دس ہزار مرتبہ (۱۰۰۰۰)

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ (۱۲۵۰۰۰)

درود تاج تیرہ ہزار نو سو بتیس مرتبہ (۱۳۹۳۲)

درود شریف تین لاکھ ننانوے ہزار چھ سو اڑسٹھ مرتبہ (۳۹۹۶۶۸)

اس کے علاوہ استغفار، نوافل، سبحان اللہ، اللہ اکبر، درود اکبر، درود مقدس لاتعداد مرتبہ پڑھے گئے یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو محفل میں پیش کئے گئے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک کے جو ایصال ثواب کے نذرانہ اس کے علاوہ ہیں۔ محفل کے اختتام پر شرکاء محفل کو لنگر کھلایا گیا۔

احسن البرکات کا ۶۱ واں جشن تاسیس

وادی مہران کی عظیم و قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم احسن البرکات کا ۶۱ واں جشن تاسیس سالانہ جلسہ دستار فضیلت و بانی دارالعلوم مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمتہ اللہ علیہ کا ۲۶ واں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر عظیم الشان جلسہ کا انعقاد مفتی اعظم سند مفتی احمد میاں برکاتی کی زیر صدارت مرکزی جامع مسجد لطیف آباد نمبر ۸ نزد باغ مصطفی گراؤنڈ میں ہوا۔

جن علماء نے اس محفل سے خطاب کیا ان میں خصوصی خطاب علامہ مفتی حسان قادری مدظلہ العالی نے کیا ان کے علاوہ علامہ مفتی سہیل رضا امجدی، مفتی عظمت علی شاہ نوری، دارالعلوم کے

نائب مہتمم علامہ مفتی حماد رضا برکاتی نے بھی خطاب کیا۔ ناظم تعلیمات علامہ صاحبزادہ جواد رضا برکاتی الشامی نے نظامت کے فرائض سرانجام دیئے۔

صدر محفل مفتی اعظم سندھ مفتی احمد میاں برکاتی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خلیل ملت نے اپنی ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کا وفادار بن کر گزاری اور خلیل ملت نے قلم سے اپنے آپ کو زندہ کیا اور ان کی تحریر میں عشق مصطفی ﷺ کی جھلک نظر آتی ہے۔

جلسے میں حضرت سیدنا عبداللہ شاہ غازی رضی اللہ عنہ کے مزار پر دھماکوں کی بھرپور مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مزارات اور دیگر مقدس مقامات کی سیکیورٹی بڑھائی جائے اور ان کو زائرین کے لئے بند نہ کیا جائے آخر میں دارالعلوم کے فارغ التحصیل علمائے کرام وحفاظ کرام کی دستار بندی کی گئی اور دینی وفلاحی خدمات پر محمد زبیر میمن گھانگھریہ محمد شہزاد فتانی اور راحت کاظمی، ہارون آرائیں کو خلیل ملت ایوارڈ عطا کئے گئے۔

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ کی فاتحہ چہلم

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ کے خادم وخلیفہ صوفی محمد مقصود حسین قادری نوشاھی اویسی نے کراچی میں ۱۱ اکتوبر کو فیض رضا لائبریری میں حضرت کی فاتحہ چہلم کے سلسلے میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی محفل منعقد کی۔

حضرت فیض ملت کے شاگرد وخلیفہ علامہ محمد رفیق درانی صاحب نے مرکزی جامع مسجد فیضان مدینہ گلشن حدید کراچی میں ایک عظیم الشان محفل کا انعقاد کیا عصر تا مغرب قرآن خوانی، مغرب تا عشاء نعت خوانی اور عشاء سے رات گئے تک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے علماء ومشائخ نے شرکت کر کے حضرت فیض ملت کی دینی وملی اور ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

۱۴ اکتوبر ۲۰۱۰ء بروز جمعرات جامعہ اویسیہ رضویہ (بہاولپور) میں مرکزی فاتحہ چہلم کے سلسلے میں صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی، صاحبزادہ فیاض احمد اویسی اور صاحبزادہ ریاض احمد اویسی کے زیر اہتمام محفل منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر سے علماء ومشائخ، اسکالرز اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے علاوہ حضرت فیض ملت کے خلفاء مریدین، تلامذہ اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں سے بعض حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

علامہ عبدالوحید ربانی صاحب، حضرت علامہ محمد فاروق خان سعیدی صاحب، حضرت علامہ محمد اقبال اظہری صاحب، حضرت علامہ مفتی ہدایت اللہ پسروری صاحب، حضرت علامہ غلام محمد سیالوی صاحب (کراچی)، حضرت علامہ سید محمد عارف شاہ اویسی صاحب (کراچی) حضرت علامہ محمد داؤد صاحب رضوی (گوجر نوالہ) حضرت مولانا قاری سید عابد سہروردی صاحب، حضرت علامہ حامد رضا رضوی، کراچی سے کفیل اویسی، محمد یوسف اویسی اور پاکستان کے دیگر شہروں سے بھی علماء ومشائخ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

محفل سے علماء ومشائخ نے خطاب فرمایا جس میں